نمبر ۱۱۷ | مورخہ ۹ر اپریل ۱۹۳۱ء | یوم پنجشنبہ | مطابق ۱۹ر ذیقعد ۱۳۴۹ ہجری | جلد ۱۸

مدینۃ المسیح علیہ السلام

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے بخیر وعافیت ہیں۔

مجلس شوریٰ میں شمولیت کیلئے جو نمائندگان جماعتہائے احمدیہ اور مہمان تشریف لائے تھے۔ ان میں سے اکثر واپس جاچکے ہیں۔ بعض ابھی یہیں تشریف فرما ہیں۔

۵ر اپریل۔ بعد نماز عشا مسجد اقصیٰ میں جناب منشی ظفر احمدؓ صاحب کپورتھلوی نے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پرانے صحابی ہیں ذکر حبیب پر دلچسپ تقریر فرمائی۔

سالانہ امتحانات کے نتائج نکلنے کے بعد تعلیم الاسلام ہائی سکول میں تعلیم شروع ہوگئی ہے۔ جو احباب اپنے بچے دارالامان کی پاک فضا میں تربیت اور تعلیم حاصل کرنیکے بھیجنا چاہتے ہیں۔ وہ جلدی بھیجیں۔ تا اُنکی تعلیم میں حرج واقعہ نہ ہو۔

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

مُہرِ نبوّت

(فرمودہ ۵۔ جنوری ۱۸۹۹ء)

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مُہر نبوت کے متعلق جو اعتراض کیا جاتا ہے۔ ہمارے خیال میں یہ ایک فروعی بات ہے۔ مگر میں یہ بات اپنے سچے جوش اور اخلاص سے کہتا ہوں کہ میرا ایمان یہ ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کسی نشانِ نبوت کو رسولی وغیرہ الفاظ سے نسبت دینا ایک مومن اور سچے مسلمان کا کام نہیں۔ یہ گستاخی اور شوخی ہے جو کفر کی حد تک پہنچ جاتی ہے۔ ہم کو ایسے معاملات میں زیادہ تفتیش اور چھان بین کی ضرورت نہیں کہ وہ مُہر نبوت کیا تھی؟ اور کیسی تھی؟ کیونکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی تصدیق میں اللہ تعالیٰ نے جو بیشمار نشانات بیّن اور واضح طور پر رکھے تھے۔ اُن میں سے ایک مُہر نبوت بھی تھی۔

اصل بات یہ ہے کہ چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود باجود سے انبیاء علیہم السلام کو ایسی ہی نسبت ہے جیسی کہ ہلال کو بدر سے ہوتی ہے۔ ہلال کا وجود ایک تاریکی میں ہوتا ہے لیکن جب وہ اپنے کمال کو پہنچ کر بدر بنجاتا ہے تو وہ بڑا اپنی پہلی حالتِ ہلال کا مثبت اور مصدق ہوجاتا ہے۔ پس یقیناً سمجھو کہ اگر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ آتے تو پہلے نبی اور انکی نبوتوں کے پہلو مخفی رہتے ٭ (الحکم ۱ جلد ۲)

تبلیغی رپورٹیں

بدوملہی میں مسلمانوں کا متفقہ جلسہ

احمدی مبلغین کے صداقت اسلام پر دلچسپ لیکچر اور کامیاب مناظرے

برادر محمد عبداللہ صاحب بدوملہی سے تحریر فرماتے ہیں:-

میرا تعلق تو احمدیہ جماعت لاہور سے ہے لیکن چونکہ یہاں کے جلسہ میں کل حصہ مبلغین جماعت احمدیہ قادیان کا ہے اس لئے یہ روئداد آپکی طرف ارسال کی گئی ہے۔

آریہ سماج بدوملہی نے اپنے سالانہ جلسہ کے موقع پر جو ۱۳ تا ۱۵ مارچ منعقد ہوا۔ مختلف مذاہب کے نمائندوں کو دعوت دی کہ "میرا دھرم مجھے کیوں پیارا ہے"۔ کے موضوع پر اپنے اپنے خیالات کا اظہار کریں۔ مسلمان۔ سناتن دھرمی اور سکھ صاحبان نے بھی انہی تاریخوں پر اپنے اپنے جلسوں کے منعقد کا اعلان کر دیا۔ اور اس طرح ان دنوں بدوملہی میں خوب چہل پہل ہوگئی۔ ۱۵ مارچ کو مذاہب کی کانفرنس تھی۔ پہلے تو آریہ سماج کی طرف سے کہا گیا کہ چونکہ سب مسلمان ایک ہی قرآن مانتے ہیں اس لئے وہ سب ملکر ایک نمائندہ پیش کریں۔ لیکن یہ کہنے پر کہ آریہ سماجی اور سناتنی بھی وید ماننے والے ہیں اور دونوں نے علیحدہ علیحدہ وقت لیا ہے تو مسلمانوں کے مختلف فرقوں کو کیوں نہیں دیا جاتا۔ اہلسنت والجماعت اور احمدیہ جماعت دونوں کو وقت دیا گیا۔ جماعت احمدیہ کی طرف سے مولوی ظہور حسین صاحب مولوی فاضل نے اسلام کی خوبیوں پر تحریر شدہ مضمون پڑھ کر حاضرین کو محظوظ کیا۔ اور اہل سنت والجماعت کی طرف سے مولوی محمد حنیف صاحب ندوی نے اپنا مضمون سنایا۔

آریوں۔ سناتنیوں اور سکھوں کے جلسے ختم ہونے پر ۱۶ مارچ صداقت اسلام پیش کرنے کے لئے جملہ مسلمانوں کی طرف سے متفقہ طور پر مسجد احمدیہ میں جلسہ منعقد ہوا۔ افتتاحی تقریر مولنا مولوی غلام رسول صاحب راجیکی نے اسلام کی خوبیوں پر فرمائی جو نہایت فاضلانہ تھی۔ بعد ازاں گیانی واحد حسین صاحب نے اس موضوع پر تقریر کی کہ حضرت باوا نانک صاحب سچے مسلمان تھے اور یہ کہ موجودہ گرنتھ محرف و مبدل ہے۔ ایک "بانی" پر سکھ صاحبان نے اعتراض کیا۔ گیانی جی نے دس روپیہ کا نوٹ صدر جلسہ کے حوالے کر دیا کہ اگر کوئی صاحب گرنتھ صاحب سے یہ بانی باوا نانک صاحب کی ثابت کر دے تو انہیں انعام دیا جائے۔ اس پر ایک سکھ سٹیج پر آئے مگر جب حوالہ نکالا تو انہیں معلوم ہوا کہ یہ گرو ارجن کی بانی ہے۔ اسپر وہ نادم ہو کر بیٹھ گئے۔ جب متواتر چیلنج کے باوجود کوئی سکھ سامنے نہ آیا تو چوہدری حکیم نوردین صاحب نے انجمن اسلامیہ بدوملہی کی طرف سے گیانی جی کو پانچ روپے بطور انعام پیش کئے۔ اس کے بعد مہاشہ محمد عمر صاحب مولوی فاضل نے تقریر کی اور ثابت کیا کہ وید الہامی اور قدیم کتاب نہیں ہیں۔ آریہ سماج کے کہنے پر نصف گھنٹہ تبادلہ خیالات کے لئے وقت دیا گیا۔ آریہ سماج کی طرف سے پنڈت رامچندر دہلوی مناظر تھے۔ تھوڑی دیر سوال و جواب ہوئے۔ اور پھر قرار پایا کہ رات کو ۹ بجے سے دس بجے تک پہلے قرآن مجید کے فضائل پر تقریر ہو۔ اس کے بعد ایک گھنٹہ سوال وجواب کے لئے دیا جائے۔ اس کے بعد ایک عیسائی مسٹر یوحنا کو عیسائیت کی خوبیوں پر تقریر کرنے کے لئے وقت دیا گیا۔ اور گیانی واحد حسین صاحب نے جوابی تقریر میں مسٹر یوحنا کے خیالات کی تردید کی۔ اور پھر نصف گھنٹہ سوال وجواب ہوئے۔ مگر مسٹر یوحنا تثلیث کے ثابت کرنے اور دیگر اعتراضات کے معقول جواب دینے میں کامیاب نہ ہو سکے۔ رات کو مولوی ظہور حسین صاحب مولوی فاضل نے قرآن مجید کے الہامی اور جامع ہونے پر نہایت مؤثر تقریر کی۔ اور گیارہ معیاروں سے قرآن کریم کا عالمگیر ہونا ثابت کیا۔ پھر پنڈت رامچندر صاحب نے اعتراضات کئے۔ جن کے جواب مولوی صاحب نے کمال عمدگی سے دئے۔ اور سامعین پر بڑا اچھا اثر ہوا ۔

مسلمانوں کی طرف سے یہ جلسہ متفقہ طور پر کیا گیا۔ جس میں جماعت احمدیہ قادیان کے مولوی غلام رسول صاحب راجیکی۔ مولوی ظہور حسین صاحب مولوی فاضل۔ مولوی محمد علی صاحب بدوملہوی۔ مہاشہ محمد عمر صاحب مولوی فاضل۔ گیانی واحد حسین صاحب اور اہل سنت کے مولوی محمد حنیف صاحب ندوی۔ مولوی عطاء اللہ صاحب امرتسری۔ مولوی عبدالواحد صاحب۔ مولوی محمد حسین صاحب اور مولوی عبداللہ صاحب مبلغ تبلیغ الاسلام چونڈہ۔ حافظ بدرالدین صاحب۔ حافظ محمد حسین صاحب۔ چوہدری حکیم نورالدین صاحب جلال آبادی شریک ہوئے۔ لاہوری احمدیوں کی طرف سے کوئی عالم نہ آسکے۔ لیکن بدوملہی کے لاہوری جماعت سے تعلق رکھنے والے سب احباب موجود تھے۔ چونکہ جلسہ مناظرانہ رنگ اختیار کر چکا تھا۔ اس لئے جماعت احمدیہ قادیان کے علماء کے سوا اور کسی کو تقریر کرنے کا موقعہ نہ مل سکا۔ ارد گرد کے دیہات کے معززین بکثرت شریک جلسہ ہوئے یہ بدوملہی میں پہلا جلسہ تھا جو تمام فرقوں کے مسلمانوں کی طرف سے متفقہ طور پر صداقت اسلام کے لئے منعقد کیا گیا۔ اور اس کا بہت اچھا اثر ہوا ۔

میدنا پور (بنگال) میں تبلیغ

میاں محکم دین صاحب احمدی شوز مرچنٹ میدنا پور (بنگال) سے تحریر فرماتے ہیں:-

مولوی ظل الرحمان صاحب مبلغ بنگال پروگرام کے مطابق یہاں تشریف لائے۔ ۲۳ مارچ کی رات کو دو بارسوخ مسلمانوں سے انکا تبادلہ خیالات ہوا۔ ۲۴ کی رات کو انکی خواہش پر مولوی صاحب نے ان کے محلہ میں تین گھنٹے تقریر فرمائی۔ جس میں ہندو بھی شریک ہوئے۔ مولوی صاحب نے ثابت کیا کہ دنیا میں حقیقی امن اسلامی اصول پر عمل کرنے سے ہی پیدا ہو سکتا ہے۔ لوگ ان کے قبول کرنے پر مجبور ہو رہے ہیں ایک ہندو بنگالی کی خواہش پر مولوی صاحب نے بنگلہ میں تقریر فرمائی۔ جو بہت پسند کی گئی۔ اس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت پُرزور طریق پر بیان کی۔ جسکا لوگوں پر نہایت اچھا اثر ہوا۔ مولوی صاحب نے انصار اللہ کی جماعت قائم کرنیمیں بھی کافی حصہ لیا ۔

موضع مخرانے (سیالکوٹ) میں تبلیغ احمدیت

پریزیڈنٹ صاحب جلسہ کا احمدیت میں داخل ہونے کا

اعلان

میاں نور حسن صاحب سکرٹری انجمن احمدیہ کوٹلی ہرنرائن ضلع سیالکوٹ تحریر فرماتے ہیں:-

۱۹ مارچ مولوی ظہور حسین صاحب تبلیغی دورہ کرتے ہوئے موضع مخرانے میں جو سیالکوٹ سے قریباً پانچ میل کے فاصلہ پر ہے تشریف لائے۔ لیکچر کے لئے تمام گاؤں میں منادی کرائی گئی۔ بہت سے غیر احمدی اصحاب اکٹھے ہو گئے۔ مولوی صاحب نے ڈیڑھ گھنٹہ صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر زیر صدارت چوہدری شریف احمد صاحب غیر احمدی مُدلل اور پُر اثر تقریر فرمائی۔ تقریر کے بعد سوال کرنیکا موقعہ دیا گیا۔ جس پر ایک غیر احمدی مولوی صاحب نے گفتگو کی۔ جسکے جواب میں مولوی ظہور حسین صاحب نے اجرائے نبوت کے ثبوت میں آٹھ آیات قرآنی۔ بزرگوں کے اقوال اور بخاری کی حدیث ایسے رنگ میں پیش کی کہ تمام سمجھ دار لوگوں کے دلوں میں یہ بات گڑ گئی۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دروازہ کھلا ہے۔ مخالف مولوی صاحب کی کسی دلیل کو نہ توڑ سکا۔ پبلک پر اس کی بے بضاعتی ظاہر ہو گئی۔ یہانتک کہ اس مجلس میں ایک عورت نے کھڑے ہو کر بڑی جرأت سے اسے مخاطب کر کے کہا۔ تم ساری عمر ہمیں قرآن سناتے رہے ہو۔ مگر آج تمہیں کیا ہو گیا کہ ان پیش کردہ آٹھ آیات کا جواب نہیں دے سکتے۔ اس پر غیر احمدیوں پر سنسنی طاری ہو گئی۔ اور مولوی صاحب نے کہا میں آٹھ کی بجائے بارہ آیتیں پڑھ سکتا ہوں۔ اسپر پریزیڈنٹ صاحب نے کہا۔ یہاں قرآن پڑھنے کا ذکر نہیں دلائل کا ذکر ہے۔ اسطرح تو مولوی ظہور حسین صاحب سارا قرآن پڑھ کر سنا سکتے ہیں۔ غرض مولوی صاحب کو سخت ناکام ہونا پڑا۔ آخر میں چوہدری شریف احمد صاحب پریزیڈنٹ جلسہ نے اعلان کیا کہ میں حق کے اظہار سے نہیں رک سکتا۔ مولوی ظہور حسین صاحب کے دلائل بہت سچے ہیں میں آج سچے دل سے احمدیت میں داخل ہوتا ہوں۔ خدا کے فضل سے جلسہ نہایت کامیابی کے ساتھ ختم ہوا۔ دوسری صبح مولوی صاحب موضع بھاگووال میں گئے۔ تمام دوستوں کو مسجد احمدیہ میں اکٹھا کیا گیا۔ خطبہ جمعہ مولوی صاحب نے پڑھایا اور انجمن انصار اللہ کے قیام کی تحریک کی۔ جسپر نماز کے بعد تمام دوستوں نے اپنے نام انصار اللہ کے رجسٹر میں درج کرائے۔ چوہدری امیر داد صاحب۔ چوہدری غنی بخش صاحب [illegible] نے قیمتی وقت ہماری امداد میں صرف کیا ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

نمبر ۱۱۷ | قادیان دارالامان مورخہ ۹ اپریل ۱۹۳۱ء | جلد ۱۸

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ـــــ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

ھُوالنّاصِر

ندائے ایمان

(نمبر ۲)

اسلام کی دوستی کے پردہ میں دشمنی

رقم فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

اسلام کی سب سے بڑی خوبی اُس کی وُہ زندگی ہے جس کا جواب دوسرے کسی مذہب میں موجود نہیں۔ ماضی کے قصے ہر ایک مذہب میں موجود ہیں۔ لیکن ذیل کے معیار پر سوائے اسلام کے کوئی پورا نہیں اُترتا۔ الم ترکیف ضرب اللہ مثلاً کلمۃً طیبۃً کشجرۃٍ طیبۃٍ اصلھا ثابتٌ وفرعھا فی السماءِ۔ تؤتی اکلھا کل حینٍ باذن ربھا۔ پاک کلام کی حالت پاک درخت کی طرح ہے جس کی جڑ مضبوط ہوتی ہے۔ اور جس کی شاخیں آسمان پر پھیلی ہُوئی ہوتی ہیں۔ وُہ جو اللہ تعالےٰ کے حکم سے اپنا پھل ہر وقت دیتا ہے (سورۃ ابراہیم ع ۴) یہ پھل صرف اسلام میں ہی موجود ہے۔ اور اس کی زندگی پر ایک زبردست شاہد ہے۔

انہی پھلوں میں سے ایک پھل کا نام رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسیح موعود اور مہدی معہود رکھا ہے۔ اور مسلمان تیرہ سو سال سے برابر اس زمانہ کا انتظار کرتے چلے آئے ہیں۔ جب اسلام کے درخت کو یہ پھل لگے۔ اور دوسرے مذہبوں پر اس کی برتری ثابت کرے۔ اور ایسا کیوں نہ ہوتا۔ جبکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود اس کے زمانہ کا ان الفاظ میں شوق دلایا ہے۔ کہ اسلام کس طرح ہلاک ہوسکتا ہے۔ جبکہ اُس کے شروع میں مَیں اور آخر میں مسیح موعود ہیں۔ اور پھر فرمایا کہ میں نہیں جانتا۔ کہ اس امت کا ابتدائی حصہ اچھا ہے۔ یا آخری۔ پس رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد مسلمانوں کے لئے سب سے بڑھ کر خوش کُن خواب مسیح موعود اور مہدی معہود کے زمانہ کو پانا تھا۔ ان کے بڑے اور ان کے چھوٹے۔ ان کے عالم اور ان کے جاہل سب شوق سے اس دن کا انتظار کر رہے تھے۔ جب مسیح موعود کا ظہور ہوگا۔ اور ایک دفعہ پھر مسلمان رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابی کہلانے کے مستحق ہوجائیں گے۔ ایک دفعہ پھر خدا تعالےٰ کا نور ان میں چلتا پھرتا نظر آئے گا۔ ایک دفعہ پھر باوجود لمبے عرصہ کے گزر جانے کے وُہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بروز اور آپ کے روحانی فرزند کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر گویا خود رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کریں گے۔ پھر اسلام کفر پر فخر کرے گا۔ اور کفر اسلام کے سامنے شرمندگی سے سر جھکا لے گا۔ اور مسلمان کفار کو دیکھ کر کہیں گے۔ اے جھوٹے مذہب کے فریب میں آنے والو۔ دیکھو ہمارا زندہ مذہب وُہ کس طرح ہر ضرورت پر پھل دیتا ہے۔ اور اے مُردہ رہنماؤں کی یاد میں رونے والو۔ دیکھو ہمارا رسول وُہ کس طرح زندہ ہے۔ اور کس طرح اس کا فیض اس کے روحانی فرزندوں کے ذریعہ سے ہر زمانہ میں جاری ہے۔

مسلمان اسی امید اور اسی آرزو میں بیٹھے تھے۔ کہ حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام بانی سلسلۂ احمدیہ نے مسیح موعود اور مہدی معہود ہونے کا دعوےٰ کیا۔ سارے عالم اسلامی میں شور پڑ گیا کہ وُہ جس نے آسمان پر سے آنا تھا۔ زمین پر سے کس طرح ظاہر ہوگیا۔ اور جس نے بنی اسرائیل میں سے ظاہر ہونا تھا۔ مسلمانوں میں کس طرح پیدا ہوگیا۔ تمام علماء نے آپ پر کفر کے فتوے لگائے۔ اور کہا۔ کہ یہ شخص رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشگوئیوں کا منکر ہے۔ اور اسلام کا دُشمن۔ لیکن تھوڑے ہی عرصہ میں جب آپ نے اور آپ کی جماعت نے قرآن کریم سے ثابت کر دیا۔ کہ مسیح ناصری علیہ السلام فوت ہوچکے ہیں۔ اور اب کوئی مسیح آسمان سے آنے والا نہیں۔ اور مسلمان علماء نے جن کی نسبت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا۔ کہ آخری زمانہ میں وُہ سب لوگوں سے بدتر ہونگے۔ جب دیکھ لیا۔ کہ مسیح کو زندہ رکھنا مشکل ہے۔ اور اس میدان میں سلسلۂ احمدیہ کا مقابلہ ناممکن۔ تو انہوں نے جھٹ پہلو بدلا۔ اور اب عام طور پر کہا جاتا ہے۔ کہ ہمیں کسی مسیح اور مہدی کی ضرورت نہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے لئے کافی ہیں۔ آج سے تیس سال پہلے یہ کہا جاتا تھا۔ کہ بانیٔ سلسلۂ احمدیہ کا سب سے بڑا قصور یہ ہے۔ کہ وُہ آسمان پر سے مسیح کے آنے کے منکر ہیں۔ آج یہ کہا جاتا ہے کہ اُن کا سب سے بڑا قصور یہ ہے۔ کہ وُہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کسی مسیح کے آنے کے قائل ہیں۔ کیا رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے لئے کافی نہیں؟ جن کی آنکھیں ہیں۔ وُہ دیکھ سکتے ہیں۔ کہ یہ مشرق سے مغرب کی طرف تبدیلی صاف بتا رہی ہے۔ کہ یہ شور اسلام کی خیر خواہی کی وجہ سے نہیں۔ بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دُشمنی کے سبب سے ہے۔ جس طرح کسی نے کہا ہے۔ کہ لا بحب علیٍ بل ببغض معاویہ۔ علیؓ کی محبت کی وجہ سے نہیں۔ بلکہ معاویہ کے بغض کی وجہ سے یہ سب کچھ کیا جا رہا ہے۔ وہی حال اس وقت مسلمانوں کا ہو رہا ہے۔ کہ محض مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دُشمنی کی وجہ سے وُہ اسلام کی ایک بہت بڑی خوبی کو مٹا رہے ہیں۔ اور سمجھتے ہیں۔ کہ اس طرح وُہ احمدیت کی ترقی کو روک دیں گے۔ اور یہ نہیں خیال کرتے کہ اس طرح وُہ اسلام کی سب سے بڑی خوبی کو مٹا رہے ہیں۔ اور اسلام کو کفر کے سامنے شرمندہ کر رہے ہیں۔

سورۃ جمعہ میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ ھوالذی بعث فی الامیین رسولا منھم یتلوا علیھم اٰیاتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتٰب والحکمۃ وان کانوا من قبل لفی ضلال مبین۔ واٰخرین منھم لما یلحقوا بھم وھوالعزیز الحکیم (ع ۱)۔ وُہ خدا ہی ہے جس نے امیوں میں انہی میں سے ایک رسول بھیجا ہے۔ تاکہ انہیں اللہ تعالےٰ کی آیتیں پڑھ کر سُنائے۔ اور انہیں پاک کرے اور انہیں کتاب اور حکمت سکھائے۔ گو اس سے پہلے یہ لوگ کھلی گمراہی میں مبتلا رہتے۔ اور اسی طرح یہ رسول ایک ایسی ہی اُمّی قوم کو جو ابھی ظاہر نہیں ہوئی۔ یہی باتیں سکھائے گا۔ اور اللہ تعالےٰ غالب اور حکمت والا ہے۔ اس آیت سے ظاہر ہے۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دو بعثتیں مقدر ہیں۔ ایک ظاہری اور ایک باطنی۔ یا ایک حقیقی اور ایک ظلی۔ اور دونوں بعثتوں میں کام ایک ہی ہے۔ یعنی اللہ تعالےٰ کے تازہ

نشانات لوگوں کو سُنا کر اور ظاہری اور باطنی شریعت کی تعلیم دیکر لوگوں کو پاک کرنا۔ اب مسلمان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دشمنی میں گو ظاہری بعثت کے تو قائل ہیں۔ لیکن باطنی کا انکار کر رہے ہیں۔ اور اس آیت کے صریح مفہوم کو جھٹلا رہے ہیں۔ اور اسی طرح اور بہت سی آیتوں کو جن کے ذکر کی اس جگہ گنجائش نہیں۔ اور صدہا حدیثوں کو اور ہزارہا کشوف کو جو تیرہ سو سال میں مسلمان اولیاء آمد مسیح کے متعلق دیکھتے رہے ہیں۔

یہ منکر ایک آیت کے مفہوم کی تاویل کرلیں گے۔ ایک حدیث کو بگاڑلیں گے۔ لیکن وُہ متعدد آیات اور صدہا حدیثوں اور ہزارہا کشوف کو نہیں چھپا سکتے۔ مسیح کے زندہ آسمان پر جانے کے متعلق ایک بھی کشف کسی مسلّمہ بزرگ کا پیش نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن اس کی آمد کے متعلق قریباً ہر ولی نے کچھ نہ کچھ خبر دی ہے۔ پس مسیح کی آمد کا انکار درحقیقت قرآن اور حدیث اور سب بزرگوں کا انکار ہے۔ اور اس قسم کے انکار کے بعد اسلام کا باقی ہی کیا رہ جاتا ہے ؛

میں ان تمام مسلمانوں سے جو اسلام کا درد رکھتے ہیں۔ اپیل کرتا ہوں۔ کہ وُہ اس خطرناک فتنہ کی حقیقت کو سمجھیں۔ اور اس کا مقابلہ کریں۔ اگر وُہ بانی سلسلہ کی صداقت کو ابھی نہیں سمجھے۔ تو نہ سہی۔ وُہ خدا تعالےٰ کے فضل کی گھڑی کا انتظار کریں لیکن آپ کی دشمنی میں جو اسلام کی زندگی سے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اجراء فیض سے محروم کیا جا رہا ہے۔ وُہ کم سے کم اس سے تو بچیں اور دوسروں کو بچائیں ؛

مسیح موعود کی آمد کے منکر لوگوں کو یوں دھوکہ دیتے ہیں۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چونکہ کامل ہیں۔ آپ کے بعد کسی شخص کی ضرورت نہیں۔ لیکن یہ نادان نہیں سمجھتے۔ کہ کیا خدا تعالےٰ کامل نہیں۔ کیا خدا تعالےٰ نے اس وجہ سے کہ اس کا نُور بندوں کی نگاہ سے پوشیدہ ہو گیا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہیں بھیجا۔ پھر جب خدا تعالےٰ کے نور کو ظاہر کرنے کے لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ظہور کی ضرورت ہوئی۔ تو کیوں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور کے ظہور کے لئے آپ کے کسی فیضیافتہ کی ضرورت نہیں ہو سکتی۔ یہ لوگ یہ تو تسلیم کرتے ہیں۔ کہ مسلمان خراب ہو گئے ہیں لیکن یہ نہیں تسلیم کرتے۔ کہ ان کے علاج کے لئے خدا تعالیٰ کوئی تدبیر کرے گا۔ ان کے نزدیک امت محمدیہ کے بگڑنے سے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کمال میں فرق نہیں آتا۔ لیکن اس بگاڑ کی درستی کا سامان کرنے سے آپ کے کمال میں نقص آ جاتا ہے۔ شیطان کی ذریت جاری رہے۔ تو آپ کی ہتک نہیں ہوتی۔ لیکن آپ کے روحانی فرزند پیدا ہوں۔ تو آپ کی ہتک ہوتی ہے۔ اگر غور کریں۔ تو اس خیال کے لوگ دانستہ یا نادانستہ ابوجہل کی نقل کرتے ہیں۔ جس نے کہا تھا۔ کہ رسول اللہ صلعم نعوذ باللہ ابتر ہیں۔ حالانکہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ ان شانئک ھو الابتر۔ تیرے دشمن ہی بے اولاد ابتر ہونگے تیری اولاد تو جاری رہے گی۔ گویا جب کبھی کوئی شیطانی تحریک جاری ہوگی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روحانی اولاد میں سے کوئی شخص کھڑا ہو کر اسے تباہ کر دے گا۔ غرض یہ تحریک جو اس وقت مسلمانوں میں مسیح کی آمد کا انکار کرنے کے متعلق ہو رہی ہے۔ ایک شیطانی تحریک ہے۔ اور دجالی بھی۔ کیونکہ دجال کا کام ہے۔ کہ مسیح کا مقابلہ کرے۔ اور اس سے بڑھ کر اور کیا مقابلہ ہوگا۔ کہ سرے سے اُس کی آمد کا ہی لوگوں کو منکر بنا دیا جائے۔ اور گو بظاہر اس تحریک کو اسلام کی دوستی کا جامہ پہنایا جا رہا ہے۔ لیکن درپردہ یہ اسلام کی دشمنی ہے۔ اور اس کا نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ مسلمان یا تو یہ سمجھنے لگینگے۔ کہ اسلام خدا کا پیارا مذہب نہیں۔ کہ اس کی خرابی کی اسے پرواہ نہیں۔ اور یا پھر یہ سمجھنے لگیں گے کہ مسلمانوں کے عقیدہ اور عمل میں کوئی خرابی ہی نہیں آئی۔ اور ایک طرف تو اپنی اصلاح سے غافل ہو جائینگے۔ اور دوسری طرف خدا تعالےٰ کو ظالم سمجھنے لگیں گے۔ کہ بغیر ہمارے قصور کے اس نے ہمیں آسمان سے اٹھا کر زمین پر پھینک دیا ہے۔ اور ان دونوں خیالات میں سے کوئی بھی غالب آ جائے۔ وُہ مسلمانوں کو ترقی سے محروم کر دے گا۔ پس اب بھی وقت ہے۔ کہ اس دجالی تحریک کا مقابلہ کیا جائے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دشمنی میں اسلام کی جڑھ پر تبر نہ رکھا جائے۔ ورنہ یاد رکھو۔ کہ خدا تعالےٰ کے فضل کا انکار زنگ لائے بغیر نہیں رہے گا۔ وُہ فرماتا ہے۔ لئن شکرتم لازیدنکم ولئن کفرتم ان عذابی لشدید۔ اگر تم شکر کرو۔ تو میں تم کو اور بھی بڑھاؤنگا۔ اور اگر تم کفر کرو۔ تو میرا عذاب بہت سخت ہے۔

واخر دعونا ان الحمد للہ رب العلمین

خاکسار مرزا محمود احمد

امام جماعت احمدیہ قادیان

بعض دیہات میں سکھا شاہی

سکھوں کی یہ صدائے بے ہنگام فضائے ہند میں بڑے زور سے گونج رہی ہے۔ کہ مسلمان پنجاب میں مسلم راج قائم کرنا چاہتے ہیں۔ جسے سکھ کبھی برداشت نہیں کر سکتے۔ اور نہ ہی اُسے قائم ہونے دینگے۔ حالانکہ مسلمانوں نے نہ کبھی اس کا مطالبہ کیا۔ اور نہ ہی اس کے لئے کوشش کی۔ وُہ صرف یہ چاہتے ہیں۔ کہ ان کی اکثریت قائم رہے۔ اور اسے ہر قیمت پر قائم رکھنے کا تہیہ کئے ہوئے ہیں۔ لیکن حیرت تو یہ ہے۔ کہ وُہ سکھ جن کی قوم پرستی یہ بھی گوارا نہیں کر سکتی۔ کہ مسلمان اپنی آبادی کی نسبت سے حقوق حاصل کر سکیں۔ اور جو اسے مسلم راج سے تعبیر کرتے ہیں۔ وُہ صُوبہ میں نہایت قلیل بلکہ اقل تعداد میں ہونے کے باوجود بعض دیہات میں سکھا شاہی قائم کئے ہوئے ہیں۔ اکالی ۱۲۔ اپریل نے "مسلمانوں کو اذان کی اجازت دیدی گئی" کے فراخدلانہ عنوان کے ماتحت ایک خبر شائع کی ہے۔ جو یہ ہے۔ کہ موضع گھونڈیں جو ضلع لاہور میں کانگریسی شورش کا بڑا مرکز ہے مسلمانوں کو اذان کی اجازت نہ تھی۔ جو لبض کانگریسی سکھوں کی فیاضی اور استحاد کی بدولت انہیں عطا کر دی گئی ہے۔ اب تک تو دُنیا یہی سمجھتی تھی۔ کہ اذان مسلمانوں کا مذہبی حق ہے جس سے انہیں دُنیا کی کوئی قوم بروئے قانون۔ اخلاق۔ یا رواج محروم نہیں کر سکتی۔ مگر اب معلوم ہوا۔ کہ مسلمانوں کا اذان دینا بھی سکھوں کی "اجازت" پر منحصر ہے۔ جس کے معنے سوائے اس کے کیا ہو سکتے ہیں۔ کہ جن دیہاتوں میں سکھوں کی کثرت ہے۔ وہاں ان کے منشاء کے بغیر کسی کو اپنے مذہبی فرائض کی ادائیگی کی بھی اجازت نہیں۔ حکومت برطانیہ نے ہندوستان کی کسی قوم کے لئے مذہبی فرائض کی ادائیگی کے لئے "اجازت" کو ضروری قرار نہیں دیا۔ لیکن ہندو اور سکھ اس حکومت کو لعنت بتاتے ہیں۔ اور شیطانی حکومت قرار دے کر اس کا تختہ الٹ دینے کی تیاریوں میں ہیں۔ مگر کیا وُہ غور کر سکتے ہیں۔ جن لوگوں کی رعونت اپنی "اجازت" کے بغیر دوسروں کی مذہبی فرائض کی ادائیگی کو بھی گوارا نہ کر سکے۔ ان کی حکومت ساری دُنیا کے لئے کس قدر لعنت کا موجب ہوگی مسلمانوں کو ایسے مواقع پر مذہبی غیرت وحمیت کا ثبوت دینا چاہیئے۔ اذان دینا ان کا مذہبی حق ہے۔ اور اس حق کا سکھوں یا کسی اور کی اجازت پر انحصار رکھنا سخت بے غیرتی ہے ؛

پنجاب کے کاشتکاروں پر قرض کا بار

پنجاب کے قریباً ہر کاشتکار پر ایک تجربہ کار انگریز مسٹر ایم۔ ایل ڈارلنگ کا یہ مقولہ حرف بحرف صادق آتا ہے :۔

"وُہ قرض میں پیدا ہوتا ہے۔ قرض میں زندہ رہتا ہے۔ اور قرض میں مرتا ہے۔ وُہ ایک مرتبہ قرض لیکر ہمیشہ کیلئے اس میں گرفتار ہو جاتا ہے"

اس کی تصدیق ان شمار و اعداد سے پُوری طرح ہو جاتی ہے جو پنجاب کے کاشتکاروں پر مہاجنوں اور بنیوں کے قرض کے متعلق مکمل طور پر نہیں بلکہ اندازاً پیش کئے جاتے ہیں۔ چنانچہ بنکنگ انکوائری کمیٹی نے گزشتہ سال جو قرض کا اندازہ لگایا۔ اسکی تعداد ۱۴۲۔ کروڑ روپیہ تھی۔ اس رقم میں پانچ سال کے اندر اندر ۵۲ کروڑ روپیہ کا مزید اضافہ ہو جائیگا۔ ۱۴۲۔ کروڑ کی رقم میں وُہ رقوم شامل نہیں۔ جو ہندو عورتوں نے مسلمان عورتوں کو قرض دے رکھی ہیں اور جو اس قدر زیادہ سود پر دی جاتی ہیں۔ کہ ان کا سُود یقیناً کئی کروڑ ہوگا ؛ یہ اسوقت کے قرضہ کا اندازہ ہے جبکہ پہلے کی نسبت زمین کی موجودہ پیداوار کی قیمتوں میں ½ کے قریب کمی ہو چکی ہے جس کے یہ معنی ہوئے۔ کہ اب یہ جانئے کا ہو کہ کاشتکاروں پر قرض کا بوجھ تقریباً ساڑھے چار گنا زیادہ ہو چکا ہے ؛

غور کرنا چاہیئے۔ کہ وُہ قوم جو اس بے رحمی کے ساتھ اپنے خون اور پانی کی کمائی سے محروم کی جا رہی ہو۔ اور جو اسقدر گراں رقم کا ½ حصہ سُود کی نظر کر رہی ہو۔ اس کے پھلنے پھولنے کا نہیں۔ بلکہ زندہ رہنے کا بھی کوئی امکان ہے کاشتکاروں کو جنیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبہ جمعہ

ہم دین کو دنیا پر مقدم رکھینگے

از حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۳ اپریل ۱۹۳۱ء

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

چونکہ نماز کے بعد مجلسِ شوریٰ کا انعقاد ہوگا۔ اس لئے ایک تو میں جمعہ کے ساتھ عصر کی نماز ملا کر پڑھاؤں گا دوسرے وقت کو مدِنظر رکھتے ہوئے میں نہایت اختصار کے ساتھ

جمعہ کا خطبہ

بیان کروں گا۔

میں متواتر پہلے بھی کئی دفعہ اپنی جماعت کے دوستوں کو توجہ دلا چکا ہوں۔ اور میں سمجھتا ہوں۔ ابھی اس بات کی ضرورت ہے کہ آئندہ اور بھی توجہ دلائی جائے۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ ہمارا سلسلہ ایک

مذہبی سلسلہ

ہے۔ اور مذہبی سلسلہ ہونے کے لحاظ سے اس کے تمام کام بجائے مادی بنیادوں پر رکھے جانے کے روحانی بنیادوں پر رکھے گئے ہیں۔ دنیا میں لوگ مشکلات کے اندازے لگا کر اپنی کامیابی یا ناکامی کا فیصلہ کیا کرتے ہیں۔ لیکن ہمارا اندازہ اپنی کامیابی یا ناکامی کے متعلق ان مشکلات کو مدِنظر رکھ کر نہیں لگایا جاسکتا۔ جو اس وقت ہمارے سامنے ہیں۔ بلکہ

ہماری کامیابی

یا ناکامی کا اندازہ ہمارے ایمان کی زیادتی یا اس کی کمی سے لگایا جاسکتا ہے۔ ایک فوج جو اپنی تعداد میں کم ہو۔ سامانِ جنگ اس کے پاس تھوڑا ہو۔ روپیہ بھی اس کی حکومت کے پاس کافی نہ ہو اور اس فوج کے سپاہی بھی قد و قامت کے لحاظ سے چھوٹے ہوں ان میں استقلال اور جرأت کا مادہ بھی نہ ہو۔ اس کے مقابل پر اگر ایک ایسی فوج ہو۔ جس کے سپاہیوں میں استقلال کا مادہ پایا جاتا ہو۔ جو فنونِ جنگ سے اچھی طرح واقف ہوں۔ اور جن کی تعداد بھی زیادہ ہو۔ تو اپنے مقابل پر ایسی زبردست فوج کو دیکھ کر وہ اس بات کا اندازہ کرتی ہے۔ کہ اس کے سامان کس حد تک اسے کام دے سکتے ہیں۔ اور وہ کہاں تک کامیابی حاصل کرسکتی ہے لیکن

خدائی جماعتوں کے اندازے

ظاہری سامانوں سے نہیں ہوتے۔ کیونکہ وہ اپنے ہاتھوں سے نہیں لڑتے۔ وہ اپنی زبانوں سے نہیں لڑتے۔ وہ اپنے زورِ بازو سے جنگ نہیں کرتے۔ اور نہ ظاہری سامان جو سب کے سب آمادہ پیکار ہوتے ہیں۔ بلکہ اس چیز سے جنگ کرتے ہیں۔ جو ان کے دلوں میں ہوتی ہے۔ اور وہ چیز

ایمان ہے

پس جب خدا کی کسی قائم کردہ جماعت کے دلوں میں ایمان مضبوطی سے گڑا ہوا ہو۔ تو خواہ ظاہری سامان اس کے پاس کم ہوں۔ وہ کامیاب ہو جاتی ہے لیکن اگر اس کا ایمان کم ہو۔ تو چاہے ظاہری سامان کتنے ہی زیادہ ہوں۔ وہ شکست کھا جاتی ہے۔ قرآن مجید نے

دو جنگوں کا ذکر

کیا ہے۔ اور ان دونوں جنگوں سے یہی سبق مومنوں کو سکھایا ہے ان میں سے ایک

جنگ بدر

ہے۔ جس میں تعداد کے لحاظ سے مسلمان بہت تھوڑے تھے۔ سامان کم تھا۔ اور فنونِ جنگ کی مہارت کے لحاظ سے ان میں بہت کچھ کمزوریاں بھی تھیں۔ پھر فاقہ کشیوں اور غربت کی وجہ سے مسلمانوں میں اور زیادہ کمزوری تھی۔ نہ ان کے چہروں سے رونق ٹپکتی تھی اور نہ ان کے جسم موٹے تازے تھے۔ نہ جنگ کا سامان ان کے پاس کافی تھا۔ مگر باوجود اس کے کہ مقابلہ ایسے دشمن سے ہوا۔ جس کے پاس سامان زیادہ تھا۔ جو فنونِ جنگ میں بڑا ماہر اور تجربہ کار تھا جس کے پاس بڑی طاقت تھی۔ اور روپیہ بھی کافی تھا۔ لیکن

جنگ کا نتیجہ

تو جو کچھ ہوا۔ وہ بعد کی بات ہے۔ ابتدا میں ہی قریش نے جب ایک شخص کو بھیجا۔ اور کہا۔ جاؤ۔ اندازہ لگاؤ۔ کہ مسلمان کتنی تعداد میں ہیں۔ کیونکہ اگرچہ انہیں نظر آرہا تھا۔ کہ تھوڑے سے مسلمان ان کے سامنے پڑے ہیں۔ لیکن وہ یقین نہیں کرسکتے تھے۔ کہ اتنے ہی لڑنے آئے ہوں۔ کیونکہ جب ایک طرف اپنی طاقت اور جمعیت کو دیکھتے اور دوسری طرف مسلمانوں کی قلت اور بے سروسامانی پر نظر کرتے۔ تو سمجھ ہی نہ سکتے۔ کہ یہ تھوڑے سے لوگ ہم سے لڑنے کے لئے آئے ہیں۔ ان کا خیال تھا۔ تھوڑے سے لشکر کے پیچھے ایک اور بہت بڑا لشکر پوشیدہ ہے ورنہ اتنی بہادری سے یہ قلیل التعداد لوگ کیونکر کھڑے ہو سکتے ہیں۔ انہوں نے ایک شخص کو

مسلمانوں کے لشکر کا اندازہ

لگانے کے لئے بھیجا۔ وہ شخص گیا۔ اور اپنے گھوڑے پر چکر لگا کر واپس آکر کہنے لگا۔ ان کے پیچھے اور تو کوئی فوج نہیں۔ میں نے خوب دیکھا ہے۔ مجھے اور کوئی اسلامی لشکر نظر نہیں آیا۔ لیکن اے قوم میں تجھے نصیحت کرتا ہوں۔ کہ ان کا مقابلہ نہ کرنا۔ کیونکہ میں جدھر گیا۔ اور میں نے جسے دیکھا۔ مجھے گھوڑے کی پیٹھوں پر آدمی نظر نہیں آئے۔ بلکہ موتیں نظر آئیں۔ یہی جنگ تھی جس میں دو

چھوٹی عمر کے لڑکے

جو پندرہ پندرہ سال کی عمر کے تھے۔ ابوجہل پر حملہ آور ہوئے۔ یہ اتنی چھوٹی عمر کے تھے۔ کہ باوجود ایک ایک آدمی کی سخت ضرورت کے ان کے متعلق سوال پیدا ہوا۔ کہ انہیں جنگ میں شامل ہونے کی اجازت دے دی جائے۔ یا نہ۔ آخر بمشکل انہیں اجازت ملی۔

عبدالرحمن بن عوف

جو پرانے تجربہ کار اور مشہور جرنیل تھے۔ انہیں ان میں سے ایک لڑکے نے کہنی مار کر دریافت کیا۔ چچا وہ ابوجہل کون ہے جس نے زندگی میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سخت اذیتیں پہنچائی ہیں وہ کہتے ہیں میں افسوس کررہا تھا۔ کہ آج مجھے ان تمام تکالیف کا بدلہ لینے کا موقعہ ملا ہے جو کفار نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اور ہمیں پہنچائی ہیں مگر میرے دائیں بائیں دو لڑکے ہیں۔ اگر مضبوط آدمی ہوتے۔ تو انکی مدد سے میں بھی نمایاں کام کرتا۔ مگر اب انہوں نے میری کیا مدد کرنی ہے الٹا مجھے انکی مدد کرنی پڑیگی اور انکی حفاظت کا خیال رکھنا پڑے گا۔ وہ اسی خیال میں تھے۔ کہ ایک نے ان سے پوچھا۔ ابوجہل کون سا ہے

سی وقت دوسرے لڑکے نے بھی آہستگی سے کہنی ماری۔ تاکہ اس کا دوسرا ساتھی نہ سُن لے۔ اور پوچھا۔ چچا ابو جہل کون ہے۔ وہ حیران رہ گئے۔ اور انہوں نے خیال کیا۔ میں نے غلط سمجھا تھا۔ کہ یہ بچے ہیں۔ یہ کچھ نہیں کر سکینگے۔ بلکہ یہ دراصل کفار کے لئے مصیبت ہیں۔ بلائیں اور عذاب ہیں۔ جو خدا کی طرف سے مقرر کئے گئے۔ انہوں نے انگلی اٹھائی۔ اور اشارہ سے بتایا۔ کہ وہ ابو جہل ہے۔ اس کے آگے اور پیچھے

عرب کے مشہور جرنیل

کھڑے تھے۔ چاروں طرف سے وہ لوگوں میں گھرا ہوا تھا۔ مگر انکے انگلی اٹھانے کی دیر تھی۔ کہ وہ

دونوں بچے

یوں جھپٹے جس طرح ایک چیل بوٹی پر جھپٹا مارتی ہے۔ یا ایک شکرا اپنے شکار پر جھپٹتا ہے۔ ان دو میں سے ایک تو راستہ میں ہی مارا گیا۔ مگر دوسرا پہنچ گیا۔ اور اس نے ابو جہل کی گردن پر تلوار مار کر اسے ایسا زخمی کر دیا۔ کہ وہ بعد میں ہلاک ہوگیا۔ یہ وہ جنگ تھی جس میں

مسلمانوں کے پاس سامان بہت کم تھا

حتٰی کہ بعض تاریخوں سے ثابت ہوتا ہے۔ مسلمانوں کے پاس اسلحہ بھی پورے نہ تھے۔ اور بعض کے پاس تلواریں بھی نہ تھیں۔ ایسے بے سامان اپنے سے

تین گنا دشمن

کے ساتھ لڑے۔ اور عرب کے بڑے بڑے صنادید جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے مقابل پر ہمیشہ لڑتے رہتے تھے۔ یا تو مارے گئے۔ یا بُری طرح شکست کھا کر میدان سے بھاگ گئے۔ مگر

ایک اور لڑائی

ہوئی۔ جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں اور آپؐ کی زندگی میں ہی ہوئی۔ اس میں اسلامی لشکر بارہ ہزار تھا۔ اور کفار تین چار ہزار کے قریب۔ مگر جس وقت اسلامی لشکر بڑھ رہا تھا۔ دشمن کے تیر انداز درّوں میں چھپے ہوئے تھے۔ انہوں نے اسلامی لشکر پر تیروں کی بوچھاڑ شروع کر دی۔ اور اتنے زور سے تیر برسائے۔ کہ بارہ ہزار کا لشکر تین چار ہزار لشکر کے مقابلہ میں بھاگ نکلا۔ اور رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس اُن بارہ ہزار میں سے

صرف بارہ آدمی

رہ گئے۔ اور ایسے خطرے کی حالت پیدا ہوگئی۔ کہ صحابہؓ نے سمجھا۔ اس وقت ہماری سب سے بڑی خدمت یہی ہے۔ کہ ہم رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو پیچھے ہٹا لیں۔ چنانچہ بعضوں نے آپؐ کی سواری کی باگ کو تھام لیا۔ اور آگے بڑھنے سے روکا۔ اور چاہا۔ آپؐ پیچھے ہٹیں۔ مگر آپؐ نے فرمایا۔ چھوڑ دو۔ نبی اپنا قدم پیچھے نہیں ہٹایا کرتا۔ آپ نے اپنی سواری آگے بڑھائی۔ اور فرمایا۔ انا النبی لا کذب انا ابن عبد المطلب۔ میں عبد المطلب کا بیٹا ہوں۔ مگر خدا کا نبی اور رسول ہوں۔ میں جھوٹا نہیں۔ پھر آپ نے حضرت عباسؓ کو فرمایا۔ آواز دو۔ اے انصار خدا اور اُس کا رسول تمہیں بُلاتا ہے۔ انہوں نے آواز دی۔

ایک انصاری کا بیان

ہے۔ کہ نو مسلم ۲ ہزار کے قریب تھے۔ جو کہا کرتے تھے۔ اب ہمیں خدمت بجالانے کا موقع ملنا چاہیئے۔ اور آگے ہو کر لڑنا چاہیئے۔ چونکہ وہ لوگ اسلام میں حدیث العہد تھے۔ اور ایمان میں پختہ نہیں تھے۔ اسلئے جب تیر برسے۔ تو وہ پیچھے کی طرف بھاگے۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا۔ کہ باقی لشکر بھی بھاگنے لگا۔ اور ان کے گھوڑے بھی بدک کر میدان سے بھاگ نکلے۔ صحابہ اپنے گھوڑوں کو موڑتے تھے۔ مگر وہ نہیں مُڑتے تھے۔ جس وقت

حضرت عباسؓ کی آواز

انہوں نے سُنی۔ تو وہ کہتے ہیں۔ ہمیں یوں معلوم ہوا۔ جس طرح ایک فرشتہ قیامت کے دن صور پھونک رہا ہے جتنے زور سے کوئی شخص اپنی سواری کو موڑ سکتا تھا۔ اس نے موڑا۔ اور جس سے نہ ہو سکا۔ وہ اپنی سواریوں سے کود پڑے۔ اور تلواروں سے ان کی گردنیں اُڑا دیں۔ اور تھوڑی ہی دیر میں وہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے گرد جمع ہوگئے۔ یہ وہ جنگ ہے جس میں

مسلمانوں کی تعداد

زیادہ تھی۔ سامان زیادہ تھا۔ اور وہ خیال کرتے تھے۔ آج ہم اپنے نفس کی طاقت سے غالب آجائینگے۔ مگر خدا نے پسند نہ کیا۔ اور باوجود سامانوں کی کثرت کے تعداد کی زیادتی کے انہیں نیچا دکھایا۔ پس خدا کی قائم کردہ جماعتوں کے پاس اگر سامان کم ہوں۔ تو خدا اپنے فرشتے نازل فرماتا ہے۔ اور انہیں دوسروں پر غلبہ عطا فرماتا ہے۔ لیکن اگر انہیں

اپنی کثرت پر گھمنڈ

ہو جائے۔ تو انہیں نیچا بھی دکھاتا ہے۔ میں اپنی جماعت کے دوستوں کو بتانا چاہتا ہوں۔ کہ ہم لوگ بھی اس وقت

ایک عظیم الشان جنگ

کے لئے کھڑے ہوئے ہیں۔ ساری دنیا سے اس وقت ہماری جنگ ہے۔ مگر اس میں ہمیں فتح ظاہری سامانوں کی وجہ سے نہیں ہو سکتی۔ ہماری فتح ہمارے ایمان پر ہے۔ جتنا ہمارا ایمان قوی ہوگا۔ اتنی ہی جلدی اللہ تعالیٰ کی نصرت اور اس کا فضل بھی نازل ہوگا۔ پس اپنے اندر ایمان پیدا کرو۔ عرفان پیدا کرو۔ اور خدا پر توکل پیدا کرو۔ اگر خدا پر

ایمان اور توکل

پیدا کر لوگے۔ تو دنیا کی حکومتیں بھی تمہارے مقابل پر کچھ چیز نہیں۔ بندوقیں توپیں۔ تلواریں۔ گھوڑے اور سواریاں یہ کیا چیز ہیں۔ خدا کی مخلوق ہی تو ہیں۔ وہ خدا جو توپوں کے چلانے کا قانون پاس کر سکتا ہے۔ وہ انہی توپوں کو بند بھی کر سکتا ہے

تیرھویں صدی کے مجدد

نے پشاور پر جس وقت حملہ کیا۔ تو انہوں نے کہا۔ ہمارے پاس چونکہ توپیں نہیں ہیں۔ اور دشمن کے پاس ہیں۔ اس لئے ہمیں یکدم توپخانے پر حملہ کر دینا چاہیئے۔ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ پانچسو سوار اس غرض کے لئے طیار ہوئے۔ اور انہوں نے توپخانے پر حملہ کر دیا۔ اور انہیں توپچیوں کو مجبور کر کے ان سے دشمنوں پر توپیں چلوائیں۔ تو

مومن کا سب سے بڑا

ہتھیار اس کا ایمان اور یقین ہے۔ وہ کہتا ہے۔ اگر میں مر بھی گیا۔ تو جس وقت میری آنکھ بند ہوگی۔ اللہ تعالیٰ کے نئے فضلوں کا دروازہ میرے لئے کھل جائیگا۔ پس مومن تو کبھی بھی موت سے نہیں ڈر سکتا۔ اور وہ جو موت سے نہیں ڈرتا۔ وہ مغلوب بھی نہیں ہو سکتا۔ صرف ایک چیز ہی ہے۔ جس سے دنیا زیادہ ڈرتی ہے۔ اور کوئی اس سے بچ نہیں سکتا۔ اور وہ مَوت ہے۔ تمام ذلتیں۔ تمام رسوائیاں اور تمام ناکامیاں محض

موت کے ڈر سے

آتی ہیں۔ یہی چیز ہے۔ جس کا خوف جتنا زیادہ دُور کیا جائے۔ اتنا ہی زیادہ مفید ہوتا ہے۔ مومن تو موت کو فتح کرنے کے لئے آیا ہے نہ کہ موت سے مغلوب ہونے کے لئے۔ اور وہ خدا سے یہ وعدہ لیکر آیا ہے۔ کہ اس کے لئے ایسی راہ کھول دی جائیگی۔ جس کے بعد اس پر کوئی موت واقع نہیں ہو سکتی۔ پس دنیا میں جو چیز خطرناک سمجھی جاتی ہے۔ وہ موت کا خیال ہے۔ جس پر موت غالب آجاتی ہے۔ وہ ذلیل اور رسوا ہو جاتا ہے۔ اس لئے

موت کا ڈر

اپنے دلوں پر کبھی غالب آنے دو۔ بلکہ موت کو فتح کرو۔ اور یاد رکھو۔ کہ جو خدا کے لئے قربانی کرنیوالے ہوں۔ وہ ہمیشہ کی زندگی پاتے ہیں۔ پس میں جماعت کے

احباب کو نصیحت

کرتا ہوں۔ کہ اپنے ایمان اور یقین کو مضبوط کریں۔ ہم سے زیادہ اسباب کا کون اہل ہے۔ کہ اس کا ایمان مضبوط ہو۔ ہمارے لئے تو خدا تعالیٰ نے اتنی کثرت سے نشانات نازل فرمائے ہیں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔ اگر وہ نشان ہزار نبیوں پر بھی تقسیم کئے جائیں۔ تو ان کی نبوت بھی ثابت ہو سکتی ہے۔ جب خدا نے اتنی کثرت سے نشانات دکھائے ہیں۔ تو ہمارا بھی فرض ہے کہ ہم اپنا ایمان بھی پہلوں سے ہزار گُنا بڑھکر رکھیں۔ اگر ہم کسی چیز میں زیادہ نمک ڈالیں۔ تو وہ نمکین ہو جاتی ہے۔ یا زیادہ میٹھا ڈالیں تو اس میں مٹھاس بڑھ جاتی ہے۔ پھر کیا وجہ ہے کہ جب نشان تو پہلے نبیوں سے ہزاروں گُنا بڑھکر دکھلائے جائیں۔ مگر ہم ایمان میں پہلوں سے نہ بڑھیں۔ پس ہم پہلی امتوں سے ہزاروں درجے اپنے ایمان میں بڑھ سکتے ہیں۔ کیونکہ اس زمانہ کے نبی کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں خدا نے وہ نشانات دیئے ہیں جو پہلے نبیوں سے ہزاروں درجے زیادہ ہیں۔ پس فرض ہے۔ کہ ہم پہلوں سے ہزاروں درجے بڑھکر اپنے اندر ایمان پیدا کریں۔ تا اس کے نتیجہ میں ہم خدا کے فضل سے بھی پہلوں سے ہزاروں درجے بڑھکر مستفیض ہوں۔ ہمارا فرض ہے ہم مادیت کو ترک کریں۔ روحانیت اپنے اندر پیدا کریں۔ اور اس عہد کو یاد رکھیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ کیا۔ کہ ہم دین کو دنیا پر مقدم رکھینگے:

فضیلتِ اسلام

دشمنوں سے معاملہ اور فواحش کو روکنے کے متعلق اسلام کی تعلیم

دُنیا میں یوں تو سینکڑوں مذاہب پائے جاتے ہیں۔ مگر زیادہ مشہور اور جن کے پیروؤں کی تعداد کثیر ہے۔ اسلام۔ عیسائیت اور ہندومت ہیں۔ ان کے پیرو اپنے اپنے رنگ میں اپنے مذہب کی اشاعت کرتے ہیں۔ اور یہ ہر مذہبی انسان کا مقدس فریضہ ہے مگر اسلام کے سوا باقی جس قدر مذاہب ہیں۔ ان کے پیرو بجائے اس کے کہ اپنے مذہب کی تبلیغ اس کی خوبیوں کا اظہار کر کے کریں۔ دوسرے مذاہب پر اعتراض کرنا اپنا کمال سمجھتے ہیں۔ حالانکہ دوسروں کو بُرا بھلا کہنے سے اپنے اندر خوبی ثابت نہیں ہو سکتی۔ اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سب سے پہلے تمام اقوام میں صلح و آشتی قائم کرنے کے لئے یہ سبق سکھایا۔ کہ ہر مذہب کے پیرو بغیر دوسرے مذاہب پر حملہ کرنے کے اپنے مذہب کی خوبیاں پیش کریں۔ چنانچہ آپ نے عملی طور پر ایسا کر کے بھی دکھایا۔ اور جلسہ مذاہب عالم میں اسلام کی تائید میں ایسا عظیم الشان مضمون پیش کیا جس کی تعریف و توصیف ہر طرف سے کی گئی۔ لیکن افسوس کہ دیگر مذاہب کے پیروؤں نے اس طرف توجہ نہ کی۔ اور دل آزار اعتراضات اور ناپاک حملے کر کے منافرت کی خلیج کو بڑھاتے گئے۔

بات اصل میں یہ ہے۔ کہ ان مذاہب میں ایسی خوبیاں ہی نہیں۔ جن کی وجہ سے ان کی طرف لوگوں کو کشش پیدا ہو سکے۔ اور ان کی سچائی کے قائل ہو سکیں۔ اس وجہ سے ان کے ماننے والوں کی یہ کوشش ہوتی ہے کہ اور مذاہب میں بھی عیب اور نقائص بتا کر ان سے لوگوں کو متنفر کریں۔ اور اس غرض کے لئے وہ ہر بات کہتے ہیں۔ جو ان کے مُنہ میں آتی ہے۔ مسلمانوں کو ان کے جواب کی طرف متوجہ ہونا پڑتا ہے۔ اور بعض اوقات مدافعانہ پہلو کے علاوہ جارحانہ پہلو بھی اختیار کرنا پڑتا ہے لیکن اسلام بذاتِ خود اس قدر خوبیاں رکھتا ہے۔ کہ دنیا کا کوئی مذہب ان کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ اس وقت اسلام کی صرف ایک خوبی کا ذکر کیا جاتا ہے۔ جو یہ ہے۔ کہ اس کی کوئی تعلیم ایسی نہیں جس پر کسی زمانہ میں بھی اور کسی حالت میں عمل کرنے سے انسان کو تباہی اور بربادی کے منہ میں جانا پڑے۔ بلکہ اس کی ہر تعلیم انسانی زندگی کے تمام پہلوؤں کو مدنظر رکھتے ہوئے ایسی جامع اور کامل ہے۔ کہ ناممکن ہے۔ کوئی انسان اسے ناقابلِ عمل کہہ سکے۔ عیسائیت کو دیکھیں۔ اس کی ایک موٹی تعلیم یہ ہے۔ کہ اگر کوئی تمہارے ایک گال پر تھپڑ مارے۔ تو دوسرا بھی اس کی طرف پھیر دو۔ بظاہر یہ تعلیم خواہ کتنی ہی اچھی معلوم ہو۔ لیکن دشمنوں کے مقابلہ میں اس پر عمل نہیں کیا جا سکتا۔ خود عیسائیوں کی یہ حالت ہے۔ کہ ہر ممکن طریق سے دشمنوں کی سرکوبی کے لئے طیار رہتے ہیں۔ جنگی بیڑے طیار رکھتے ہیں۔ فوجوں کی تنظیم کرتے ہیں۔ گولہ و بارود کے میگزین جمع کرتے اور آپس میں بھی جنگ و جدال کرتے ہیں۔ اگر عیسائیت کی مذکورہ بالا تعلیم قابلِ عمل ہوتی۔ تو وہ ہر حملہ آور کے سامنے ہاتھ جوڑ کر کھڑے ہو جاتے۔ اگر ایک صوبے پر قبضہ کرنے کی خواہش ہے۔ تو ہم بلا مانگے دوسرا بھی پیش کرتے ہیں۔ مگر عیسائیت کی ابتداء سے کر اس وقت تک کوئی مثال اس تعلیم کی نظر نہیں آتی۔ جس سے صاف ثابت ہے۔ کہ عیسائی صاحبان اپنی الہامی کتاب کی اس تعلیم پر عمل کرنا ناممکن تصوّر کرتے ہیں۔

اسی طرح ہندوؤں میں نیوگ جیسی شرمناک تعلیم موجود ہے۔ یعنی ایک خاوند والی ہندو عورت کو حکم ہے۔ کہ اگر اسے اپنے خاوند سے اولاد نہ ہو۔ تو اسی خاوند کی بیوی کہلاتی ہوئی غیر مردوں سے اولاد حاصل کرے۔ مگر کھلم کھلا اس پر آج تک آریوں نے عمل نہیں کیا۔ اور اسے پس پشت ڈال رکھا ہے۔ اس کے مقابلہ میں اسلام میں کوئی ایسی تعلیم نہیں۔ جو انسان کے لئے کسی لحاظ سے ناقابلِ عمل ہو۔ اسلام کہتا ہے۔ جزاء سیئۃٍ سیئۃٌ مثلھا فمن عفا و اصلح فاجرہ علی اللہ اگر کوئی شخص شرارت کرتا ہے۔ تو غور کرو۔ اس کی اصلاح کس طرح ہو سکتی ہے۔ اگر وہ سزا دینے سے سدھر سکے۔ تو اس سے عفو کرنا ناجائز ہے۔ اور اگر وہ عفو سے سدھر سکتا ہو۔ تو اسے سزا دینا غلطی ہے۔ جیسا موقعہ ہو۔ اس کے مطابق سلوک کرنا چاہیئے۔ اس سے ظاہر ہے۔ اسلام ایک میانہ راستہ تجویز کرتا ہے۔ اور دشمنوں کے متعلق بھی وہ اتنی جامع تعلیم دیتا ہے۔ جس کی مثال نہیں۔ اسی طرح اسلام عفت عصمت اور بلندیٔ اخلاق کا سبق سکھاتا ہے۔ نیکی اور تقویٰ کے جامہ سے سب دنیا کو ملبوس کرنا چاہتا ہے۔ فسق و فجور کا قلع قمع کرنے کا حکم دیتا ہے چنانچہ بدکاری کا ارتکاب کرنے والوں کے متعلق فرماتا ہے۔ ولا تاخذکم بھما رأفۃٌ فی دین اللہ۔ ایسے مجرموں کے لئے خدا نے جو سزا مقرر کی ہے۔ اس کا نفاذ کرتے وقت قطعاً نرمی سے کام نہیں لینا چاہیئے تا دوسرے لوگ عبرت پکڑیں۔ اور افعال شنیعہ کے ارتکاب سے مجتنب رہیں۔

پھر فواحش کے انسداد کے لئے اسلام نے مجرمین کے ساتھ صرف تعزیری کارروائی کرنے پر اکتفا نہیں کیا۔ بلکہ ابتدائی راستوں کو روکنے کے لئے بھی اس نے بعض نہایت قیمتی اصول تجویز فرمائے ہیں۔ ظاہر ہے۔ کہ مجرم کو سزا دینا اگرچہ قیام امن کے لئے ضروری ہوتا ہے۔ مگر اس میں شبہ نہیں۔ کہ وہ مذہب جو روحانیت قائم کرنا چاہے۔ اس کا اہم فرض یہ ہے۔ کہ وہ صرف مجرمین کی سزا دہی کو ہی انسداد فواحش کے لئے کافی نہ سمجھے۔ بلکہ فواحش کے دروازوں کو بند کرنے کے طریق بھی بتلائے۔ تاکہ زود طبائع ایسے خاردار بیابان میں جو انسانی روح کو ہلاک کر دینے والا ہو۔ قدم ہی نہ رکھیں۔ اسلام نے اس خصوص میں نہایت جامع تعلیم دی ہے۔ اور ان تمام راہوں کی حفاظت کرنے کا حکم دیا ہے جن سے شیطان قلب انسانی کو گناہ آلود زندگی بسر کرنے کی تحریک کرتا اور بدکاری پُرلذت بنا کر اس کا میلان پیدا کرتا ہے۔ وہ راستے آنکھ۔ کان اور ناک ہیں۔ قرآن مجید نے ان راستوں کی حفاظت کے متعلق فرمایا۔ قل للمؤمنین یغضوا من ابصارھم و یحفظوا فروجھم۔ اے مومنو اپنی آنکھیں نیچی رکھو۔ اور اپنے فروج کی حفاظت کرو۔ فروج ان تمام راستوں کا نام ہے۔ جن سے شیطانی اثرات داخل ہو کر انسان کو بُرائی پر آمادہ کرتے ہیں۔ ان پُرحکمت کلمات میں اللہ تعالیٰ نے غضِ بصر کی تلقین فرمائی ہے۔ اور ان راستوں کی حفاظت کا حکم دیا ہے۔ جن پر اگر عقل و ایمان کا پہرہ نہ رکھا جائے۔ تو شیطان جو روحانیت کا دشمن ہے۔ داخل ہو کر متاع ایمان و انسانیت کو ضائع کر دیتا ہے۔ پس اسلام عفت۔ پاکیزگی اور روحانیت کا نہایت زوردار طریق سے ارشاد فرماتا ہے۔ اور نہ صرف نیکی کا حکم دیتا ہے۔ بلکہ ایسے طریق بھی بیان فرماتا ہے۔ جو حصول تقویٰ میں ممد اور معاون ہوں۔ یہ اسلام کی بہت بڑی فضیلت ہے۔ جو اسے دوسرے مذاہب سے ممتاز قرار دیتی ہے۔ دیگر مذاہب یہ تو کہتے ہیں۔ کہ بدی سے بچو۔ مگر بتاتے نہیں۔ کہ کیونکر بچیں۔ لیکن اسلام نہ صرف بدی سے بچنے کے لئے کہتا ہے۔ بلکہ اس سے محفوظ رہنے کے طریق بھی بتاتا ہے۔ اسلام صرف یہی نہیں کہتا۔ کہ جھوٹ نہ بولو۔ چوری نہ کرو یا لوگوں کے حقوق غصب نہ کرو۔ بلکہ وہ جھوٹ چوری اور حقوق عباد غصب کرنے کے نقصانات بھی بیان فرماتا ہے۔ اسی طرح وہ صرف یہ نہیں کہتا کہ نمازیں پڑھو روزے رکھو اور استطاعت ہو تو بیت اللہ کا حج کرو۔ بلکہ وہ یہ بھی بیان فرماتا ہے۔ کہ نماز کا کیا فائدہ ہے۔ روزے کیوں رکھے جائیں۔ بیت اللہ کا حج کس لئے کیا جائے۔ فواحش سے روکنے کے متعلق بھی اسلام نے اسی طریق کو مدنظر رکھا۔ فرماتا ہے۔ بدکاری کے قریب بھی مت بھٹکو۔ کیونکہ انہ کان فاحشۃ و ساء سبیلا۔ ایک تو اس میں گندگی اور فحش پایا جاتا ہے۔ دوسرے یہ طریق تباہ کن ہے۔ چنانچہ ایسے ناکردنی افعال کا ارتکاب کرنے والے اکثر امراض خبیثہ کا شکار ہو کر عمر بھر کے لئے تباہ ہو جاتے ہیں۔ اور دین کی آسودگی ...

غیر مذاہب

بہائیت

تحریک بہائیت کے مذہبی پہلو کے متعلق جماعت احمدیہ کے لٹریچر میں بہت کچھ لکھا جا چکا ہے۔ اس وقت اس کے تاریخی حالات اختصاراً بیان کئے جاتے ہیں۔ جو بہائیوں کے ایک ہفتہ وار انگریزی اخبار سے ماخوذ ہیں۔

یہ تحریک ایران میں انیسویں صدی کے شروع میں جاری ہوئی۔ اس کا بانی ایک نوجوان تھا۔ جس کا نام باب یعنی دروازہ تھا۔ ۱۸۴۴ء میں اس نے اعلان کیا۔ کہ وہ ایک بڑی ہستی کا جو مذہبی اور تمدنی تاریخ میں ایک نئے باب کا اضافہ کرنے والی ہوگی پیش رو ہے لیکن یہ شخص ۳۱ برس کی عمر میں چھ سال تک اپنے خیالات کے اظہار کے بعد قتل کر دیا گیا۔ اور اس طرح یہ تحریک گویا دب گئی۔ لیکن آج سے قریباً ساٹھ سال پیشتر بہاء اللہ نے پھر اس کی بنیاد رکھی۔ اور اس کے اصول وغیرہ وضع کرتے ہوئے دعویٰ کیا۔ کہ جس کے آنے کی خبر باب نے دی تھی۔ وہ میں ہی ہوں۔ باب کی طرح اس کی بھی سخت مخالفت ہوئی۔ اور اسے حکومت نے گرفتار کر لیا۔ اس نے اپنی عمر کے چالیس سال قید اور جلا وطنی کی حالت میں گزارے اس دوران میں وہ تصانیف اور اپنے ہم خیال پیدا کرنے کی کوشش کرتا رہا۔ آخری عمر میں وہ عکہ واقع فلسطین میں جلا وطنی کے دن گزار رہا تھا۔ کہ ۱۸۹۲ء میں ۷۵ سال کی عمر میں انتقال کر گیا۔

اس تحریک کو کسی قدر وسعت و ترقی دینے والا دراصل عبد البہاء ہے۔ یہ شخص بہاء اللہ کا بیٹا تھا۔ اس کے متعلق کہا جاتا ہے۔ کہ اس کے باپ نے اسے بہائیت کے لئے مرکز قرار دیا۔ اور تمام بہائیوں کو وصیت کی تھی۔ کہ ہر قسم کی ہدایات اور راہنمائی کے لئے اس کی طرف رجوع کریں عبد البہاء اپنے باپ کی زندگی میں اس کا شریک کار رہا۔ اور ۱۹۰۸ء تک جیل خانہ میں رہا۔ مگر اس سال جب حکومت ترکیہ میں انقلاب ہوا۔ اور تمام مذہبی اور سیاسی قیدی رہا کئے گئے۔ تو اسے بھی نجات ملی۔ اس کے بعد اگرچہ اس نے اپنا مرکز فلسطین میں ہی قائم کیا۔ اور وہیں مستقل رہائش اختیار کی مگر اپنے انوکھے خیالات کی تبلیغ و اشاعت کے لئے مصر۔ یورپ اور امریکہ وغیرہ ممالک کے دورے کرتا رہا۔ کہا جاتا ہے۔ چونکہ جنگ عظیم میں گورنمنٹ برطانیہ کی حمایت میں خدمات کیں۔ اس لئے شاہ برطانیہ نے اسے کے۔ بی۔ ای کا خطاب دیا۔

عبد البہاء ۱۹۲۱ء میں ۷۷ برس کی عمر میں فوت ہوا۔ مرنے سے پہلے اس نے ایک وصیت کے ذریعہ اس تحریک کا انچارج اپنے بڑے پوتے شوقی آفندی کو مقرر کیا۔ اور ایک بین الاقوامی کونسل کے انتخاب کی ہدایت کی۔ جو آئندہ اس تحریک کو چلانے کا کام کرے۔

چونکہ یہ تحریک اسلام کے سخت خلاف تھی۔ اور دراصل اس کا مقصد اسلام کی آڑ میں اسے نقصان پہنچانا تھا۔ نیز حکومت کو الٹ کر انقلاب پیدا کرنا بھی ان لوگوں کی سرگرمیوں کا موجب تھا۔ اس لئے اس کے مضرات ایران کی حکومت پر پوری طرح واضح ہو گئے۔ اور باب اور بہاء اللہ کے عہد میں ایران میں اس کے انسداد کی کوشش کی گئی۔ مگر چونکہ اس کے اصول ایسے وضع کئے گئے تھے۔ جو نفسانی خواہشات کو پورا کرنے والے اور ہر قسم کی مذہبی پابندیوں سے آزاد کرنے والے تھے۔ اس لئے روحانیت سے عاری اور مذہبی پابندیوں سے آزادی کے خواہشمند لوگ اس میں داخل ہونے شروع ہو گئے۔ اور دیگر ممالک میں بھی اس کے کچھ پیرو پیدا ہو گئے ہیں۔

۱۲۶۵ھ ہجری میں یعنی قتل ہونے سے ایک سال قبل باب نے میرزا یحییٰ صبح ازل کو جو اس وقت صرف انیس سال کا تھا اپنا وصی اور جانشین نامزد کیا تھا۔ مگر بعد میں بہاء اللہ نے صبح ازل کی اطاعت سے انکار کر کے خود دعویٰ کر دیا۔ اور صبح ازل کو دجال اور شیطان وغیرہ کہنا شروع کر دیا۔ اس پر صبح ازل اور بہاء اللہ میں سخت جھگڑا ہوا۔ اس وقت یہ دونوں ادرنہ میں نظر بند تھے۔ مگر جب ان میں سخت جھگڑا اور تفرقہ پیدا ہو گیا۔ تو حکومت نے صبح ازل کو جزیرہ سائپرس میں بھیج دیا۔ اس سے قبل تمام بابی کہلاتے تھے۔ مگر تفرقہ کے بعد بہاء اللہ کے حامی بہائی اور صبح ازل کے موید ازلی کہلانے لگے۔

چونکہ حکومت کے خلاف ان کی شرارتیں روز بروز بڑھتی جا رہی تھیں اس لئے ان کو سزائیں دی گئیں۔ اور باب بھی اسی سلسلہ میں قتل کیا گیا اس پر ایک بابی نے جس کا نام صادق بیان کیا جاتا ہے۔ اور جو باب کا مخلص اور جاں نثار مرید تھا۔ ناصر الدین شاہ والئے ایران پر قاتلانہ حملہ کیا۔ مگر ناکام رہا۔ اس سے حکومت کے خلاف ان کے اقدام کا تمام ملک میں چرچا ہو گیا۔ اور لوگ انہیں اشتباہ کی نظر سے دیکھنے لگے۔ اس وقت بعض تو چھپ گئے۔ اور بعض ایران سے بھاگ گئے۔

بہائیوں کے ہاں عبادت کی کوئی خاص طرز نہیں۔ اور نہ ہی کوئی مذہبی یا تمدنی حدود ہیں۔ ہر ایک شخص اپنے اپنے سابقہ عقائد پر قائم رہتا ہوئے۔ بہائی بن سکتا ہے۔ گویا یہ کوئی خاص مذہب نہیں بلکہ محض ایک سوسائٹی ہے۔ جو مذہبی آزادی اور تمدنی ضوابط کی حدود کو عبور کرنے کے خواہشمند لوگوں کو ایک جگہ جمع کرنے کے لئے قائم کی گئی ہے۔ جن امور کا بہائیت میں ذکر نہیں۔ ان کے متعلق ہر ملک کے سول لاء پر عمل کرنا ضروری سمجھا جاتا ہے۔

بہائیوں کا نوزائیدہ اخبار اس سوال کا جواب دیتا ہوا۔ کہ بہائیت کو عیسائیت اور دیگر مذاہب سے کیا تعلق ہے۔ لکھتا ہے۔ یہی کہ جو تعلق پھول اور کلی سے ہے۔ وہی بہائی ازم کو عیسائیت اور دیگر مذاہب سے ہے۔ اور یہ ان تمام کی ترقی یافتہ اور اصلاح شدہ صورت ہے۔ بہاء اللہ کی تعلیم یہ ہے۔ کہ اس سے قبل انبیاء مختلف ممالک اور اقوام کی طرف مبعوث ہوتے رہے۔ اور اس وقت کسی عالمگیر مذہب کی ضرورت بھی نہ تھی۔ مگر اب چونکہ حضرت یسوع مسیح اور دیگر انبیاء کی کوششوں سے بنی نوع انسان اس سٹیج پر پہنچ چکے ہیں۔ کہ انہیں ایک عالمگیر شریعت دی جائے۔ اس لئے اب پہلے تمام وقتی اور محدود مذاہب کی شرائع اور تعلیمات منسوخ کر دی گئی ہیں۔ اور صرف میری پیروی فلاح و کامرانی کی ضامن ہے۔ بہائیوں کے اس عقیدہ سے یہ بات بھی بخوبی واضح ہو جاتی ہے۔ کہ اس گروہ کا اسلام کے ساتھ کیا تعلق ہے۔ اور وہ لوگ جو اسے ایک اسلامی فرقہ سمجھتے ہیں۔ وہ کس قدر غلطی خوردہ ہیں۔ وہ فرقہ جو پہلے تمام مذاہب کو منسوخ قرار دے۔ جن میں اسلام بھی شامل ہے۔ اس کے متعلق یہ دعویٰ کرنا کہ وہ کسی سابقہ مذہب کی شاخ ہے۔ سراسر دھوکہ دہی ہے۔ تعجب ہے، کہ اس تحریک کے پیرو اتنا بڑا دعویٰ کرنے کے بعد نہ تو وہ شریعت دنیا کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ جو بہائیت نے تجویز کی ہے۔ اور نہ بانی بہائیت کی کتب شائع کرتے ہیں۔ بلکہ انہیں چھپائے رکھنے کی ہر ممکن کوشش اور سعی کرتے ہیں۔ تاہم ان کے عجیب و غریب عقائد جو کسی نہ کسی طرح معلوم ہو سکے۔ وہ کسی دوسرے مضمون میں پیش کئے جائیں گے۔

الفضل کا صداقت نمبر

پہلے ارادہ تھا۔ کہ صداقت نمبر ۷ر اپریل کو نکلے۔ مگر مجلس مشاورت پر احباب کرام کے اجتماع کو مدنظر رکھتے ہوئے ۴ر اپریل ہی کو شائع کرنا بہتر خیال کیا گیا صداقت نمبر میں خدا تعالیٰ کے فضل سے نہایت عمدہ مضامین درج کئے گئے ہیں اکثر اصحاب نے پسندیدگی کی نظر سے دیکھا ہے۔ عام اشاعت کی غرض سے قیمت بہت تھوڑی رکھی گئی ہے۔ صرف کتابت طباعت اور کاغذ کا خرچ ہی ۱؎ فی پرچہ سے زاید ہے۔ مگر ہم اندرون ہند محصول ڈاک اپنی گرہ سے لگا کر یہ پرچہ اسقدر ارزاں محض تبلیغ و اشاعت کے لئے دے رہے ہیں احباب کرام کو چاہیئے اگر پہلے آرڈر نہیں دے سکے۔ تو اب پرچے منگوالیں اور اپنے اقرباء اور اغیار میں تحفتاً یا جیسے حالات ہوں تقسیم فرمائیں ایک آنہ کیا چیز ہے ہر روز معمولی خبریں حاصل کرنے کے لئے کئی روزانہ پرچے خرید لئے جاتے ہیں۔ یہ تو خدا تعالیٰ اور اس کے امور کے متعلق صداقت کے اخبار و آثار ہیں۔

احباب جو بغداد۔ عراق عرب۔ افریقہ اور ممالک غیر میں رہتے ہیں انکو ہمیشہ شکایت رہتی ہے۔ کہ ہمیں بعد میں اطلاع ہوئی۔ جبکہ پرچہ ختم ہو چکا۔ اس دفعہ ہم نے ان کے لئے پرچے محفوظ رکھ لئے ہیں۔ وہ پوسٹل آرڈر بھیج کر منگوالیں۔ ۱؎ فی پرچہ قیمت ہے۔ اور دو پیسے فی پرچہ محصول جو خریدار کے ذمہ ہوگا۔ ۳؎ فیس رجسٹری کے لئے ہم خود ادا کر دیں گے۔

منیجر الفضل قادیان

مراسلات

جہلم میں غیر مبائعین سے کامیاب مناظرہ

حضرت مسیح موعود کی نبوت اور کفر و اسلام کے مسئلہ پر جماعت احمدیہ کی طرف سے دلائل قاطعہ کے ساتھ اس قدر لکھا جا چکا ہے۔ کہ اگر غیر مبائع دوست تعصب اور ہٹ دھرمی کے خیالات کو چھوڑ کر غور کریں۔ تو ان پر اصل حقیقت آشکارا ہو جائے۔ مگر عداوت محمود میں ان کا کینہ اور بغض اس قدر ترقی کر گیا ہے۔ کہ غیر احمدیوں کو بھڑکانے اور مشتعل کرنے کے لئے وہ ہر وقت کسی نہ کسی صورت سے ان مسائل کو پیش کرتے رہتے ہیں چنانچہ ۷، ۸ مارچ کو جہلم میں غیر مبائعین کا جلسہ قرار پایا۔ انہوں نے حسب عادت اشتہار کے اختتام پر ایک نوٹ لکھا۔ کہ آریوں اور عیسائیوں اور قادیانیوں کو سوال و جواب کا موقعہ دیا جائے گا۔ چونکہ حسن اتفاق سے ۵، ۶ مارچ کو جماعت احمدیہ کالا گوجراں میں جلسہ تھا جس میں مولوی اللہ دتا صاحب فاضل جالندہری بھی تشریف لائے تھے۔ ہم نے ۷، ۸ مارچ غیر مبائعین کے جلسہ میں سوال و جواب کرنے کے لئے ان کو روک لیا۔ اور تاریخ اور وقت مقررہ پر ہم پہنچ گئے۔ لیکن جب ایک لیکچرار کی تقریر کے اختتام پر ہمارے فاضل مبلغ سوال کے لئے کھڑے ہوئے تو مولوی صدر الدین صاحب نے جو صدارت کے فرائض سر انجام دے رہے تھے۔ سوال کرنے سے روکنا چاہا۔ مگر ہمارے اصرار اور غیر احمدیوں کی تائید پر صاحب صدر نے بڑی مشکل سے سوال کی اجازت دی۔ جس پر ہمارے فاضل مبلغ نے چند منٹ میں ہی ایسے ٹھوس سوال کئے۔ جن کا غیر مبائعین کے پاس کوئی جواب نہ تھا۔ مولوی صدر الدین صاحب نے بحیثیت صدر ادھر ادھر کی باتوں پر پبلک کی سمع خراشی کر کے دوسرے لیکچرار کو تقریر کے واسطے کھڑا کر دیا۔ مولوی اللہ دتا صاحب اس لیکچرار کی تقریر کے خاتمہ پر بھی سوالات کے لئے اٹھے۔ مگر مولوی صدر الدین صاحب نے بصد منت کہا۔ اشتہار میں سوال و جواب کا نوٹ کرنے میں ہم سے غلطی ہو گئی۔ آپ جانے دیں۔ اور سوال نہ کریں۔ اس طرح ان لوگوں کو جو ندامت ہوئی۔ اس کے ازالہ کے لئے انہوں کے جلسہ کے بعد ہمیں مناظرہ کا چیلنج دیا۔ جسے ہم نے منظور کر لیا۔ اور مناظرہ کے لئے ۱۵ مارچ تاریخ مقرر ہوئی۔ چونکہ شرائط کا طے ہونا ضروری تھا اس لئے میں نے ان کو شرائط مناظرہ پیش کرتے ہوئے شرط نمبر ۲ میں لکھا۔ قرآن کریم اور حدیث کے وہ معانی فریقین کو قابل قبول ہونگے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کئے ہیں۔ حضور کے بیان فرمودہ معانی کے برخلاف بیان کرنے کا کسی کو حق نہ ہوگا۔ اس کے جواب میں انہوں نے لکھا۔ "نمبر ۲ کے متعلق عرض ہے کہ آپ نے بالکل نرالا اور انوکھا اصول پیش کیا ہے"۔ گویا ان کے نزدیک حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بیان فرمودہ معانی کو قبول کرنا ایک نرالا اور انوکھا اصول ہے۔ اس شرط پر میں نے بار بار زور دیا۔ اور لکھا۔ یا انکار کریں۔ یا اقبال کریں۔ مگر آخر وقت تک اس جائز مطالبہ کو نرالا اور غیر متعلق بتاتے رہے۔ اور ۱۵ مارچ کو منادی کرا دی کہ ہمارے مبلغ تقریریں کریں گے۔ اور قادیانیوں کو سوال و جواب کا موقعہ دیا جائے گا۔ وقت مقررہ پر ہم بھی پہنچ گئے۔ اور طے پایا۔ کہ مناظرہ ہو۔ اور پہلی تقریر ان کی ہو۔ اور وقت دو گھنٹہ ہم نے منظور کر لیا۔ اور مناظرہ شروع ہوا۔ میر مدثر شاہ صاحب نے نصف گھنٹہ تقریر کی اور ایک کاپی سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وہ حوالجات پڑھ دیئے جن میں آپ نے شریعت والی اور مستقل نبوت سے انکار کیا ہے۔ ہمارے فاضل مناظر نے اپنی نصف گھنٹہ کی تقریر میں میر مدثر شاہ کے پیش کردہ حوالہ جات کی اصل حقیقت پبلک پر ظاہر کر دی۔ اور ثابت کیا۔ جس جس جگہ حضور نے نبوت یا رسالت سے انکار کیا ہے۔ صرف ان معنوں سے کیا ہے۔ کہ آپ مستقل طور پر کوئی شریعت لانے والے نبی نہیں۔ چنانچہ فرماتے ہیں: "یہ الزام جو میرے ذمہ لگایا جاتا ہے۔ کہ گویا میں ایسی نبوت کا دعویٰ کرتا ہوں جس سے مجھے اسلام سے کچھ تعلق باقی نہیں رہتا۔ اور جس کے یہ معنی ہیں۔ کہ مستقل طور پر اپنے تئیں ایسا نبی سمجھتا ہوں۔ کہ قرآن شریف کی کچھ حاجت نہیں رکھتا۔ اور اپنا علیحدہ کلمہ اور علیحدہ قبلہ بناتا ہوں۔ اور شریعت اسلام کو منسوخ کی طرح قرار دیتا ہوں۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اقتدا اور متابعت سے باہر جاتا ہوں۔ یہ الزام صحیح نہیں ہے۔ بلکہ ایسا دعویٰ نبوت کا میرے نزدیک کفر ہے اور نہ آج بلکہ اپنی ہر ایک کتاب میں ہمیشہ میں یہی لکھتا آیا ہوں۔ کہ اس قسم کی نبوت کا مجھے کوئی دعویٰ نہیں۔ اور یہ سراسر میرے پر تہمت ہے۔"

میر مدثر شاہ صاحب کے مطالبات کا جواب دینے کے بعد ہمارے مناظر نے اپنے دعویٰ کی تائید میں حسب ذیل مطالبات پیش کئے۔ جن کا مدثر شاہ صاحب نے کوئی جواب نہ دیا۔

(۱) حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے لکھا ہے۔ شریعت والا نبی نہیں آ سکتا۔ اور بغیر شریعت کے نبی ہو سکتا ہے (تجلیات الٰہیہ)

(۲) آپ فرماتے ہیں۔ امت محمدیہ میں ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے امتی صرف ایک گذرا ہے۔ کیا اس جگہ محدث مراد ہے؟

(۳) حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے چشمہ معرفت میں لکھا ہے۔ کہ میرے نشانات سے ہزار نبی کی نبوت ثابت ہو سکتی ہے۔ کیا آپ کی نبوت ثابت نہیں ہو سکتی۔

(۴) حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قادیان کو خدا کے رسول کا تخت گاہ لکھا ہے۔

(۵) حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے آپ کو حضرت مسیح سے تمام شان میں بڑھ کر لکھا ہے۔ کیا کسی غیر نبی کو کسی نبی پر کلی فضیلت ہو سکتی ہے؟

(۶) پیغام صلح ۷ ستمبر ۱۹۳۰ء و ۱۶ اکتوبر میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نبی رسول اور نجات دہندہ ہونے کا اہل پیغام نے حلفیہ اعلان کیا ہے۔

(۷) اگر جماعت احمدیہ نے خلیفہ اس لئے مانا ہے۔ کہ نبوت حضرت مسیح موعود علیہ السلام ثابت ہو۔ تو آپ لوگ بھی چھ برس تک خلافت اولیٰ کا اقرار کرتے رہے ہیں۔

رات کے وقت ختم نبوت پر مناظرہ تھا۔ لیکن جب ہم جلسہ گاہ میں گئے۔ تو معلوم ہوا۔ مولوی عصمت اللہ بیمار ہیں۔ ہم نے ان کی جائے رہائش پر جا کر دریافت کیا۔ تو دوسرے دن بھی مناظرہ کرنے سے معذوری کا اظہار کیا۔ اس طرح ختم نبوت پر مناظرہ نہ ہو سکا۔ یہ صاف بات ہے۔ کہ نبوت حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور امکان نبوت میں تمام غیر احمدی غیر مبائعین کے ہم خیال ہیں۔ اور جماعت احمدیہ سے مخالفت رکھتے ہیں۔ مگر اس مناظرہ کا یہ اثر ہوا۔ کہ تعلیم یافتہ طبقہ ہمارے فاضل مناظر کے دلائل کی معقولیت اور غیر مبائعین کی کمزوری کا کھلے طور پر اظہار کر رہا ہے۔ غیر مبائع خود بھی چیلنج دیکر اپنی غلطی اور کمزوری کو محسوس کر رہے ہیں (خاکسار شاہ عالم سیکرٹری انجمن احمدیہ جہلم)

غیر مبائعین اور اخبار مباہلہ

چند دنوں کی بات ہے۔ خاکسار پیغام بلڈنگس میں اپنے نجی کام کے لئے گیا۔ تو وہاں کے بعض افراد شیخ انعام الحق مرزا خدا بخش وغیرہ سے اختلافات سلسلہ کے متعلق بھی گفتگو چل پڑی۔ اثنائے گفتگو میں شیخ انعام الحق نے مجھے اخبار مباہلہ کا ایک پرچہ دیکر کہا۔ آپ اسے پڑھیں۔ اس میں آپ کے پیر صاحب کے اصلی اور صحیح حالات درج ہیں۔ خاکسار نے وہ پرچہ صرف اس خیال سے لیا۔ کہ ان لوگوں کے اندرونی بغض و عناد کی ایک شہادت ہمارے پاس رہے۔ اخباروں میں تو یہ لوگ شائع کرتے رہتے ہیں ہمیں مباہلہ والوں سے کوئی تعلق نہیں۔ لیکن جب کوئی احمدی پیغام بلڈنگ میں جاتا ہے۔ تو اس کے سامنے وہ تمام الزامات و اتہامات کا اعادہ شروع کر دیتے ہیں۔ اور اخبار مباہلہ کے گندہ تحریر کو مطالعہ کرنے کی سفارش کرتے ہیں۔ جس سے صاف ظاہر ہے کہ یہ لوگ جماعت احمدیہ قادیان کے زبردست مطالبات سے تنگ آ کر اخبار پیغام صلح میں تو یہ اعلان کرتے ہیں۔ کہ ہمیں مباہلہ والوں سے کوئی تعلق نہیں۔ یہ ہم پر اتہام ہے۔ کہ ہم ان سے دوستانہ تعلقات رکھتے ہیں۔ مگر یوں باقاعدہ اخبار مباہلہ منگا کر اور اس کے مندرجہ خرافات کی اشاعت کرتے رہتے ہیں۔

خاکسار قاضی عبد اللطیف مالک واخانہ حواشانی چوک فریہ اسلام۔

موت کی گرم بازاری

اور سامراض دق و سل کی تباہ کاریوں کے سیلاب کو دیکھ کر جناب ڈاکٹر محمد عمر صاحب بی۔ ایم ایس نے ان کا علاج امراض کا پوری تحقیق و تفتیش کے بعد علاج دریافت کر لیا ہے۔ اور ثابت کر دیا۔ کہ دنیا کا کوئی مرض ایسا نہیں ہے۔ جس کی دوا نہ پیدا کی گئی ہو۔ آپ نے متعدد عربی و فارسی اور انگریزی کی طبی کتب سے ان امراض کے متعلق جو کچھ حاصل کیا اس کو البیان الکامل فی تحقیق الدق والسل کی صورت میں اس طرح یکجا کر دیا ہے کہ اس میں دق کی تعریف اور اس کے اسباب و علامات اس سے بچنے کے طریقے اور علاج نہایت شرح و بسط کے ساتھ درج ہیں۔ کوئی کتب خانہ بلکہ کوئی گھر اس لاجواب کتاب سے خالی نہ ہونا چاہیئے۔ قیمت فی جلد (للعہ)

ملنے کا پتہ:- شوکت تھانوی۔ زرد محل امام باڑہ آغا باقر لکھنؤ

احمدیہ واچ ایجنسی شاہجہانپور

اپنی خصوصیات میں گھڑی کے تمام کارخانوں سے ممتاز ہے۔ اس لئے کہ معمولی قیمت میں اعلیٰ قسم کی گھڑیاں سپلائی کرنے کے علاوہ یہ شرط ہے۔ اگر ناقص حالت میں گھڑی خریدار کے پاس پہنچے تو فوراً ڈیلیوری جائز شکایت پر اصلاح یا تبدیلی بمحصول واپسی بذمہ ایجنسی ہے۔ علاوہ ازیں جب ضرورت ہو۔ گھڑی بھیج دیں بجز صفائی یا اور مرمت کے کام کی دس فیصدی منٹ کے کام کا کوئی معاوضہ نہ لیا جاویگا۔ یہ ہمدردی اور ایمانداری کی باتیں ہیں۔ جو چار پانچ روپیہ والی گھڑی فروخت کر کے ہم کبھی نہیں کر سکتے۔ مختصر فہرست ذیل میں درج ہے۔ اور مفصل ایک کارڈ لکھ کر منگا لیں۔ جیبی کلائی کی ۱۵ جوئل والی لیور مشین نکل کیس کی للعہ چاندی کی ۱۲ رولڈ گولڈ للعہ ٹائم پیس بیک الارم عمدہ قسم للعہ سٹے آفس کلاک گھنٹہ گھنٹہ بجانیوالی بڑی آواز لاجواب ریگولیٹر خوبصورت مضبوط قیمت للعہ ۱۵ روپے

سرمہ مسیحائی

مصدقہ حضرت مسیح موعودؑ:- جو ہزاروں شہادتوں کی زندہ شہادت ہے۔ ضعف بصر کیلئے مجرب اکسیر اعظم ہے۔ قیمت فی تولہ ؂

حیرت انگیز مقوی دوا ہے جو ایام یاس مایوسوں۔ ضعیفوں بڈھوں کے لئے جیسیات سے امیدی کمزوریوں کی اکسیر چند روز میں مایوسی اور بڑھاپے کے آثار ختم ہو کر سب کی امنگیں پوری ہوتی ہیں۔ بھاگنے کو دوبارہ خواہش پیدا ہوتی ہے چہرہ سرخ اور بارونق ہو جاتا ہے۔ اس کی تصدیق میں فاضل اجل علامہ دہر حکیم حبیب اللہ صاحب بسمل احمدی سابق پروفیسر ریاست ہائے رامپور و بھوپال نے بے حد تعریف فرمائی ہے۔ قیمت فی شیشی عہ کلاں للعہ

شفاخانہ خادم صحت دارالفضل قادیان پنجاب

شربت فولاد

عورتوں کی بیماریاں متعلقہ رحم کمی و بیشی حیض ناطاقتی ٹھراؤ اور ہسٹیریا کی بہترین دوا ہے

چودھری محمد حیات صاحب احمدی سب پوسٹ ماسٹر رسالہ خور لکھتے ہیں۔ کہ ایک شیشی شربت فولاد سالانہ جلسہ کے موقعہ پر خرید کی تھی۔ اور گھر میں استعمال کرائی گئی جس سے فائدہ ہوا ہے۔ لہذا معروض ہوں کہ ایک شیشی شربت فولاد اور وی۔ پی فرما کر مشکور فرمائیں۔

قیمت فی شیشی پچاس خوراک دو روپے محصول ۸؍

المشتہر:- فیض عام میڈیکل ہال قادیان

اگر آپ کو

نہایت عمدہ اور خوبصورت خاص میرے اپنے ہاتھ کے بنے ہوئے زیور مثلاً گلوبند۔ کانٹے۔ کلپ۔ انگوٹھیاں وغیرہ جو کہ قادیان میں نہایت پسندیدگی کی نظر سے دیکھے گئے ہیں۔ کی ضرورت ہو۔ تو میرے پاس تیار موجود ہیں منگوا لیجئے۔ قیمت بذریعہ خط و کتابت طے ہو سکتی ہے اس کے علاوہ انگریزی و دیسی زیور بنوانا ہو۔ تو حسب فرمائش اور پسند تیار کر دیا جائے گا۔

خاکسار:- لال دین احمدی متصل مہمانخانہ قادیان

آپکی ضرورت اور ہماری فرمانبرداری

اگر آپ کو روپیہ کی ضرورت ہے۔ تو فوراً اس کمپنی کے قواعد کا ملاحظہ فرما کر اپنی ضرورت کو پورا کریں۔ یہ کمپنی بلا سود نہایت آسان شرائط پر قرضہ دیتی ہے اور نہایت دیانتداری و ایمانداری سے کام کر رہی ہے کنویسروں کی ہر جگہ ضرورت ہے۔ تنخواہ یا کمیشن کا فیصلہ بذریعہ خط و کتابت کریں۔

منیجر دی بلا سود لون کمپنی فیروزپور چھاؤنی

ضرورت

مسجد احمدیہ چکوال کیلئے ایک ایسے خادم کی ضرورت ہے۔ جو علاوہ صفائی اور حفاظت کے پانی بھی نمازیوں کے لئے مہیا کر سکے۔ رہائش کھانا اور چار روپیہ نقد ماہوار دئے جائیں گے۔ اس کے علاوہ اگر ہوشیار آدمی ہو۔ تو دیگر آٹھ دس روپیہ ماہوار بھی پیدا کر سکتا ہے۔ ضلع جہلم کے باشندے کو ترجیح دی جائیگی

شیخ محمد عبد اللہ جنرل سکرٹری انجمن احمدیہ چکوال ضلع جہلم

انیس عالم

اشتہار اس واسطے نکل رہا ہے تا آپ کو معلوم ہو کہ آپ کا ایک خیر خواہ بہت ہی قلیل منافع پر عمدہ سے عمدہ زود اثر امریکن و جرمن ہومیوپیتھک مجربات جملہ مردانہ شکایات کے لئے مہیا کر سکتا ہے۔ آزمائش کریں تو انشاء اللہ مفید ثابت ہوگی۔ پورا حال تحریر فرما کر میری ہمت افزائی کیجئے۔ قیمت دوا پندرہ روز عہ

آپ کی توجہ کا منتظر

ڈاکٹر محمد حسن احمدی ایم۔ ڈی

ایچ ایس بیری اکبرپور کانپور

سیرت النبی جلد ثالث پر تنقیدی نظر

ہر احمدی پر اس کا دیکھنا فرض ہے باعث ازدیاد ایمان ہوگا جس میں سیرت النبی جلد ثالث پر ناقدانہ نظر ڈال کر ڈاکٹر محمد عمر صاحب بی۔ ایم۔ ایس نے ان لغزشوں پر علمی روشنی ڈالی ہے۔ جو مصنف نے اس جبر کے اظہار کتاب میں کی ہیں۔ اور یہ ضروری کر دیا ہے۔ کہ جو لوگ سیرۃ النبی جلد ثالث پڑھیں۔ وہ اس تنقید پر بھی نظر ڈالیں۔ اس کتاب کی صرف چند کاپیاں باقی ہیں۔ قیمت فی جلد ۸؍

ملنے کا پتہ:- شوکت تھانوی زرد محل امام باڑہ آغا باقر لکھنؤ

تجارت کرو اور فائدہ اٹھاؤ

عید پر اپنی اور اہل و عیال کی ضرورت پوشیدنی ارزاں قیمت میں پوری کرو!

کٹ پیس کا تازہ چالان جس میں نئے ڈیزائن۔ اعلیٰ اور عمدہ قسم کا کم خرچ بالا نشین مال ہے۔ آگیا ہے۔ نرخ مقابلتاً ارزاں ہیں۔ ہماری پچاس روپیہ مالیت کی چھوٹی گانٹھ کے کٹ پیس میں آپ کے ایک صد روپیہ کے پارچات تیار ہو سکیں گے۔

دوکاندار اور بیوپاری دو صد روپیہ مالیت کی گانٹھ بطور نمونہ منگوا کر فائدہ اٹھائیں۔ کرایہ مال گاڑی بذمہ کمپنی ہوگا۔ زر چہارم ہمراہ آرڈر پیشگی آنا ضروری ہے۔ کل رقم پیشگی موصول ہونے پر ۱/۲ روپیہ حصہ فی صدی کمیشن ملیگا۔

تنخواہ یا کمیشن پر کام کرنیوالے ایجنٹوں کی ہر مقام کیلئے ضرورت ہے۔ ایک ٹکٹ بھیج کر ہماری تازہ لسٹ اور قواعد طلب کریں۔

ملنے کا پتہ

امریکن کمرشل کمپنی بمبئی نمبر ۱۱

اگر آپ انگریزی میں لائق بننا چاہتے ہیں یا اپنے بچوں کو لائق بنانا چاہتے ہیں

تو آج ہی ایک کارڈ لکھ کر کتاب انگلش ٹیچر منگوا بھیجئے۔ یہ کتاب انگریزی گرامر گفتگو ترجمہ اور خط و کتابت وغیرہ میں بہت جلد لائق بنا دے گی۔ اور امتحان میں کامیاب ہونے کا یقین کامل دلا دے گی۔ دیکھئے جناب شیخ محمد حسین صاحب سب جج حصار کیا فرماتے ہیں۔

"میں نے جدید انگلش ٹیچر کو بچوں کے لئے نہایت مفید پایا ہے براہ کرم دو اور کتابیں بھیج کر ممنون فرمائیں"۔

ایس گوپال سنگھ صاحب سلطان ونڈ امرتسر

"میں انگریزی میں بہت کمزور تھا۔ لیکن جدید انگلش ٹیچر کے طفیل میں انگریزی گرامر بہت اچھی طرح سیکھ گیا ہوں۔ اور امید کرتا ہوں کہ امتحان انٹرینس میں ضرور پاس ہو جاؤں گا"۔

اگر یہ کتاب ایک لائق استاد کی طرح انگریزی نہ سکھا دے۔ تو قیمت واپس منگوالیں۔ صفحات ۴۰۰ دوسرا ایڈیشن

قیمت ڈیڑھ روپیہ علاوہ محصولڈاک

قمر برادرز (الف) شملہ

قادیان کا قدیمی مشہور عالم اور بے نظیر تحفہ

رجسٹرڈ

سرمہ نور

قیمت فی تولہ ... چھ ماشہ ...

ایک اکاسی ۸۱ سالہ بزرگ کی شہادت

جناب قاضی محمد ظہور الدین اکمل صاحب مینجر اخبار الفضل کے والد بزرگوار فرماتے ہیں:۔

میں نے سرمہ نور چند روز استعمال کیا۔ مجھے بہت مفید ثابت ہوا۔ بفضلہ تعالیٰ اب میں بغیر عینک بھی لکھ پڑھ سکتا ہوں حالانکہ میری عمر اکاسی سال ہے۔

جناب سب ایڈیٹر اخبار الفضل تحریر فرماتے ہیں:۔

میں نے آپ کا سرمہ نور استعمال کیا ہے۔ خارش چشم اور ککروں کیلئے مفید پایا ہے۔ میں سمجھتا ہوں۔ اس کا استعمال عوارض چشم کے لئے بہت مفید ہے۔

غرض بیشمار شہادتیں ثابت کر رہی ہیں اور تجربہ آپ کو بھی ثابت کر دیگا کہ دھند۔ غبار۔ جالا۔ پھولا۔ سرخی ناخونہ۔ خارش۔ پانی بہنا۔ ککرے۔ اندھراتا۔ غرض امراض چشم کیلئے سرمہ نور بے نظیر علاج ہے۔ قیمت فی تولہ دو روپیہ۔ چھ ماشہ ایک روپیہ

ملنے کا پتہ:۔ **شفاخانہ رفیق حیات قادیان پنجاب**

صرف ایکدفعہ تین سو روپے لگا کر ایک سو روپیہ ماہوار مستقل منافعہ حاصل کیجئے

ہمارا آہنی خراس (بیل چکی) لگا کر چھ روپے روزانہ آمدنی لور خرچ نکالکر خالص منافعہ یکصد روپیہ رہیگا۔ خراس کے حالات مفت طلب فرمائیے۔ اور ہمارے تیار کردہ۔ آہنی رہٹ۔ چارہ کترنے کی مشینیں۔ رجاجات کرمس انگریزی ہل مشینگر کے پلنگ جات۔ بادام روغن نکالنے قیمہ بنانے اور سویاں تیار کرنے کی بے نظیر نو ایجاد مشینیں رائس ہلرز۔ چاولوں کی مشینیں۔ دستی پمپ و دیگر ہر قسم کی مشینری منگوانے کے لئے رجوع کیجئے۔ مفید اور کارآمد اور مضبوط ہونیکے علاوہ بیحد ارزاں بھی ہیں۔ اور جنکی روز بروز مانگ بڑھ رہی ہے۔

ہماری باتصویر فہرست

مفت

طلب کیجئے

ایم۔ اے۔ رشید اینڈ سنز بٹالہ ضلع گورداسپور پنجاب

تیس فیصدی سالانہ منافع

حصہ داران کمپنی کو مطلع کیا جاتا ہے۔ کہ جنرل میٹنگ میں تیس فیصدی سالانہ منافع منظور ہو چکا ہے۔ مستحق حصہ داران طلب کریں۔ جو صاحبان نئے حصہ خریدنا چاہیں۔ جلد حصہ دار بن جائیں۔ حصہ سو روپے کا ہے۔ ۱۸ ماہوار قسطوں میں قابل ادائیگی ہے۔ قواعد مفت ارسال ہونگے۔

برنس ہوم لمیٹڈ فورٹ بمبئی

اولادِ نرینہ

جب حمل قرار پا چکے۔ تو حاملہ۔ دوسرے مہینے کے درمیان یہ دوائی صرف ایک ہی دفعہ کھلا دینے سے خدا تعالیٰ کی حکمت کاملہ سے امید واثق ہے۔ لڑکا پیدا ہوگا۔ اور اولاد نرینہ کے آرزو۔ مند اس نعمت الٰہی سے ضرور فائدہ اٹھائیں:۔

قیمت صرف دس روپیہ معہ محصولڈاک

مینیجر شفاخانہ دلپذیر سلانوالی ضلع سرگودہا

کھلونوں سے ہوشیار رہیئے

مندرجہ ذیل اصلی اشیاء خرید و جن میں تین اصلی گھڑیاں بھی شامل ہیں:۔

ہمارا آٹو سوگند مدراج ہر قسم کی خراب آمیزش سے مبرا اور خوشبویات میں لاثانی رتبہ رکھتا ہے۔ اس کی خوشبو کئی ماہ تک متواتر قائم رہتی ہے۔ یکمشت ۱۲ شیشی کے خریدار کو۔ ۱۵/۱ روپیہ میں تین اصل گھڑیاں گارنٹی تین سال ایک فونٹین پن ایک بائیسکوپ چالیس تصاویر ایک چھ خرز سوداجیبہ کی کنجی ایک پستول معہ یکصد فائر کیلئے بارود۔ ایک کیمیکل گولڈنگ رنگ ایک جوڑہ جوتے پاؤں کا ناپ آنا ضروری ہے پیکنگ ڈاک خرچ علاوہ۔ نوٹ:۔ ہماری گھڑیاں کھلونے نہیں بلکہ اصلی گھڑیاں ہیں اور ہر ایک کی گارنٹی تین سالہ ہے:۔ ملنے کا پتہ:۔ **شرما برادرس اینڈ کمپنی پوسٹ بکس نمبر ۶۷۹ (۲۸) سیکشن کلکتہ**

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

—— آل مسلم پارٹیز کانفرنس میں جو ۵ر اپریل دہلی میں زیر صدارت مولانا شوکت علی منعقد ہوئی۔ یو۔پی کے فسادات میں ہندوؤں کی جارحانہ کارروائی کی مذمت کی گئی۔ اور کہا گیا۔ اگر ہندوؤں کا چندے یہی وطیرہ رہا۔ تو ملک میں خانہ جنگی شروع ہو جائے گی۔ قرارداد کے موئدین نے پُرجوش اور جذبہ انتقام کے ماتحت تقریریں کیں۔ ملک فیروز خان نون نے ۱۹۲۹ء کی پاس شدہ قرارداد کا اعادہ کیا۔ اور پُرزور تقریر کرتے ہوئے فرمایا۔ ہندوستانی ریاستوں نے مسلم ہند کو نیچا دکھلانے کی غرض سے فیڈریشن میں شمولیت پر اظہار آمادگی کیا تھا۔ اگر کانگرس نے انگریزوں کے ساتھ لڑکر طاقت حاصل کی ہے۔ تو ہم کانگرس سے لڑکر حقوق حاصل کریں گے۔ اور اس مقصد کے لئے بے شمار قربانیاں کریں گے۔ ہمیں کانگرس پر قطعاً کوئی اعتماد نہیں۔ مولانا شوکت علی نے تقریروں میں گرمی اور جذبہ انتقام کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ اگر کبھی مسلمان لڑنے پر مجبور کئے گئے۔ تو وہ عورتوں بچوں۔ بوڑھوں اور معبدوں پر ہاتھ نہیں اٹھائیں گے۔ بلکہ مردانہ وار مقابلہ کریں گے۔

—— سرکاری طور پر تصدیق ہوگئی ہے۔ کہ کانپور کے بعد مضافات کانپور کے بیتھور تھانہ میں ہندوؤں نے مسلمانوں کے خلاف فساد کیا۔ اس کے بعد جوہے پور۔ خورد راجپور اور سلہار میں بھی اس کا اثر پھیل رہا ہے۔ سلہار میں سٹی مجسٹریٹ معہ فوج اور مسلح کاروں کے پہنچ گیا اس سے ظاہر ہے۔ ہندوؤں کی شرارتیں روز بروز بڑھ رہی ہیں۔ حکومت کو اپنے فرض سے غافل نہیں رہنا چاہیئے۔

—— لاہور کے ایک خاص حلقہ میں یہ خیال زور پکڑ رہا ہے۔ کہ بھگت سنگھ وغیرہ کو رات کے وقت پھانسی دینے اور نعشوں کو جلانے کی وجہ سے ان افسروں پر فوجداری مقدمہ دائر کیا جائے۔ جو اس کے لئے ذمہ دار ہیں۔

—— ۱۲ر اپریل کو نئے وائسرائے ہند وکٹوریہ سٹیشن لنڈن سے روانہ ہوئے۔ الوداع کہنے والوں کا ہجوم اس قدر تھا کہ آپ کو گاڑی تک پہنچنا محال ہوگیا۔ پلیٹ فارم ہندوستانی مبارکباد کا منتظر بیٹھ کر رہا تھا۔ آپ کا ڈبہ پھولوں سے بھر گیا۔

—— ڈاکٹر انصاری نے معائنہ کرنے کے بعد اعلان کیا ہے۔ کہ گاندھی جی کی صحت بگڑ گئی ہے۔ اور اگر آرام نہ کیا گیا۔ تو زیادہ خراب ہو جائیگی۔ بایں ہمہ آپ پنجاب آ رہے ہیں۔

—— بارسال کے قریب رات کے گیارہ بجے ایک شخص ایک مقامی ڈاکٹر کے پاس آیا۔ اور رو کر کہا۔ میرا لڑکا قریب المرگ ہے اسے دیکھ لیں۔ ڈاکٹر کو رحم آگیا۔ اور اپنے شفاخانہ کا دروازہ کھولا۔ اس پر اسی شخص نے ایک درجن اور آدمیوں کی معیت میں ان سے چابیاں لے کر زبردستی مکان کو لوٹ لیا۔

—— مولوی ظفر علی خان نے اخبارات کو ایک بیان دیا ہے کہ ۲۸ر مارچ کو کانگرس کی سبجیکٹ کمیٹی کا اجلاس تھا جس کے شروع ہونے سے قبل میں نے گاندھی جی سے کہا۔ آپ ۳۲ کروڑ ہندوستانیوں کے نمائندے ہیں۔ اس لئے چاہیئے۔ نماز کے لئے اجلاس برخاست ہونے کا مستقل طور پر فیصلہ کرا دیں۔ گاندھی جی نے کہا۔ یہ نہیں ہوسکتا۔ مولوی صاحب نے انہیں توجہ دلائی۔ کہ آپ اپنی پرارتھنا کے وقت تو وائسرائے سے گفتگو بند کرکے اس میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ پھر مسلمانوں کو نماز کے لئے کیوں وقت نہیں دیتے۔ گاندھی جی نے کہا۔ اگر مسلمان اس کے لئے آواز بلند کریں گے۔ تو میں اس کے سامنے جھک جاؤں گا۔ مگر فی الحال یہ آواز بہت کمزور ہے۔ اس لئے نہیں جھک سکتا۔ مولوی صاحب نے صدر کی اجازت سے یہ سوال مجلس میں پیش کیا۔ اور تحریک کی کہ نماز کے لئے اجلاس برخاست ہوا کرے۔ اس پر ایک نام نہاد مسلمان نے کہا۔ ہم نماز وغیرہ نہیں جانتے۔ فضول باتیں مت کرو۔ نماز کے لئے کارروائی بند نہیں ہوسکتی۔ ایک اور مسلمان نے بھی اسی قسم کی بکواس کی۔ صدر نے کہا ہم کچھ نہیں کہتے۔ آپکے بھائی ہی کہہ رہے ہیں۔ صاحب صدر التوائے اجلاس کے لئے آمادہ ہو گئے۔ مگر حاضرین کے احتجاج پر رک گئے۔ اس پر مولوی صاحب نے کہا۔ میں اسے نیشنل کانگرس سمجھتا تھا۔ مگر اب معلوم ہوا۔ یہ ہندو کانگرس ہے۔ اور میں احتجاجاً یہاں سے جاتا ہوں۔ یہ کہکر مولوی صاحب باہر نکل گئے۔ تو ایک ہندو دیوی نے کہا۔ آپ عربستان کے باشندے معلوم ہوتے ہیں۔ مولوی صاحب دو دن اجلاس میں نہ گئے۔ آخر ابوالکلام صاحب کی کوشش سے یہ طے ہوا کہ نماز کے لئے اگر کوئی اجلاس سے جائیگا۔ تو اس کا حق تقریر محفوظ رہے گا۔ لیکن اجلاس بند نہیں ہوگا۔ ان حالات پر کسی مزید حاشیہ آرائی کی ضرورت نہیں۔ مسلمان اپنی مذہبی بے غیرتی اور ہندوؤں کی مسلم دشمنی پر غور کریں۔

—— ۱۴ر اپریل کو گاندھی جی کی ملاقات مسلم کانفرنس کے نمائندوں سے ہوئی۔ آپ نے کہا۔ کانگرسی مسلمانوں کے ساتھ متحدہ مطالبہ کیجئے۔ میں اسے قبول کر لوں گا۔ اور اپنا اثر و اقتدار استعمال کرکے کانگرس کو رضامند کر لوں گا۔ مگر کانگرسی مسلمان چونکہ ہندوؤں کے ہاتھ میں ہیں۔ اس لئے آپ سے کہا گیا۔ ایسا متحدہ مطالبہ پیش کرنا ناممکن ہے۔ لیکن ۱۹۲۹ء میں آل انڈیا مسلم کانفرنس کی منظور کردہ قرارداد اکثریت کی متفقہ ہے۔ اسے منظور کرائیے۔ گاندھی جی کی چالاکی قابل دید ہے۔ چونکہ وہ جانتے ہیں۔ کانگرسی مسلمان ان کے ہاتھ میں ہیں۔ اس لئے مسلمانوں کے حقوق کے متعلق ان سے اتحاد کرنے کی شرط لگا دی۔ تا نہ نو من تیل ہو نہ رادھا ناچے۔

—— ۶ر اپریل کو وائسرائے نے ممتاز مسلم لیڈروں سے ملاقات کی۔ کارروائی کا تو علم نہیں ہوا۔ مگر خیال ہے کہ سب نے فرقہ وارانہ مسئلہ کے تصفیہ پر زور دیا۔ اور کہا۔ اگر فیصلہ یہاں نہ ہو۔ تو لندن میں کیا جائے۔

—— معلوم ہوتا ہے۔ گول میز کانفرنس میں کانگرس کے واحد نمائندہ گاندھی جی ہونگے۔ اگر ضرورت ہوئی۔ تو وہ اپنے ساتھ تین مشیر لے جائینگے۔ اس سے مقصود یہ ثابت کرنا ہے۔ کہ کانگرس کو گاندھی جی پر کلی اعتماد ہے۔

—— اب یہ انتظام مکمل ہوگیا ہے۔ کہ پارسل بھی بذریعہ ہوائی جہاز ولایت بھیجے جاسکیں۔ اور مانچسٹر سے کراچی تک پارسل ۷½ دن میں پہنچ جائیگا۔

—— حکیم اجمل خان صاحب کی گدی نشینی کے متعلق دہلی کی ایک عدالت میں مقدمہ دائر ہے۔ اس میں کسی جائداد کا سوال نہیں بلکہ ان کی جگہ طبابت کرنے کا جھگڑا ہے۔ افسوس مسلمان ایسی معمولی باتیں بھی گھر میں طے نہیں کر سکتے۔

—— ملیح آباد میں دو خوش عقیدہ ہندو دوستوں نے راماین میں پڑھا کہ اگر کوئی ایک سر دیوتا پر چڑھائے۔ تو اسے ہزار سر ملینگے۔ اور انہوں نے عملاً آب کرنے کا مصمم ارادہ کر لیا۔ ایک دن وہ طیار ہوکر مندر میں گئے۔ ایک نے سر جھکایا اور دوسرے نے اسے تیز دھار آلے سے کاٹ دیا۔ قاتل اب پولیس کی حراست میں ہے۔ اور اس نے قتل کرنے کا اقرار کر لیا ہے۔ حیرت ہے اس زمانہ میں بھی ایسی کتابوں کو درجہ تقدیس حاصل ہے۔

—— ماناگوا (امریکہ) میں جو زلزلہ آیا۔ خیال کیا جاتا ہے۔ اس سے ۵ ہزار اموات ہوئیں۔

—— گجرات میں عدم ادائیگی محاصل کی وجہ سے بہت سی زمینیں نیلام کردی گئی تھیں۔ اب ایسی شکائتیں آرہی ہیں۔ کہ پہلے اصلی مالک زبردستی اپنی زمینوں پر قبضہ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ کانگرسی اب روز بروز اپنی طاقت اور قوت کے مظاہرات میں اضافہ کرتے جا رہے ہیں۔

—— وائسرائے نے ایک آرڈیننس جاری کیا ہے۔ جس کی رُو سے کسی ایسی حکومت کے خلاف جس کے تعلقات ملک معظم کی حکومت سے دوستانہ ہیں۔ منافرت پھیلانا جُرم ہے۔ اس سے افغانستان میں بدامنی پیدا کرنیوالوں کا انسداد ہو جائیگا۔

—— ۶ر اپریل کو گاندھی جی نے وائسرائے سے ملاقات کی۔

—— ہندو مسلمانوں میں کشیدگی کی وجہ سے آگرہ میں دو ہفتہ کے لئے کرفیو آرڈر کا نفاذ اور دو ماہ کیلئے ہتھیار رکھنے کی ممانعت کردی گئی ہے۔

—— ۶ر اپریل کو انبالہ کالکا لائن پر شملہ کو جانیوالی اکسپریس لالرو سٹیشن سے ایک میل نکل کر پٹڑی سے اُتر گئی۔ ہندوستانی ڈرائیور کی مستعدی سے گاڑی تباہ ہونے سے بچ گئی۔ صرف ایک یورپین اور ایک فائرمین کو معمولی زخم آئے۔ معلوم ہوا ہے۔ وہاں سے ریل کی پٹڑی کسی نے اکھاڑ دی تھی۔

(عبدالرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کے لئے قادیان سے شائع کیا)